عشقِ بے قرار

نشم خان

Epi 1 & 80

نتھیا گلی

جنوری کا مہینہ جاری تھا ہر طرف برف ہی برف تھی بعض اوقات تو برف کے زور کی وجہ سے کتنے کتنے دن تک سڑکیں بلاک کر دی جاتیں۔اور لوگ ارد گرد کے ہوٹلوں میں قیام کرنے پر مجبور ہو جاتے۔جس قدر خوبصورتی نتھیا گلی میں پائی جاتی تھی شاید ہی کہیں اور دیکھنے کو ملتی۔شدید سردی اور برف کی وجہ سے تمام سبز اسفیدی کی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔درختوں کے پتے برف کی وجہ سے سفید ہو گئے ہوئے تھے۔پہاڑوں کا سبز گھاس سفیدی کا لبادہ اوڑھے ہوئے تھا۔

پچھلے دو دنوں سے راستے بند تھے خارب خان پاکستان آ گیا تھا اور وہ اسلام آباد سے سیدھا نتھیا گلی آیا تھا۔ لیکن برف باری کی وجہ سے اسے ہوٹل میں قیام کرنا پڑا۔ کام کے سلسلے میں وہ دو سال سے لندن میں تھا اور اب حالات بہتر ہوتے ہی وہ پاکستان آ گیا تھا۔ حویلی میں کسی کو بھی اس کی آمد کی خبر نہیں دی گئی تھی۔ دو دن سے راستے بند تھے اور اب جا کر کچھ کچھ راستے بحال ہوئے تھے۔

"اس نے دو گھنٹے کا راستہ تقریباً تین گھنٹوں میں طے کیا تھا خارب خان نے حویلی کے دروازے پر ہارن بجایا اور اگلے ہی پل چوکیدار نے دروازہ کھول دیا۔ اور سلام کرنے کے انداز میں سر ہلایا اور دروازے سے پیچھے ہو گیا۔ حویلی کے دروازے کے ایک طرف بڑی سی پلیٹ لگی ہوئی تھی جس پر بڑے بڑے حروف میں 'خانزادہ حویلی' لکھا ہوا تھا اور دروازے کی دوسری طرف اس حویلی کے تمام مردوں کے نام درج تھے۔ ہر سال حویلی کے فرنیچر اور رنگ بدلا جاتا تھا کوئی بھی انسان حویلی کو اندر سے دیکھتا تو یقین ہی نہ کر پاتا کہ یہ حویلی آج سے ساٹھ سال پہلے تعمیر کی گئی تھی۔

گیٹ کے اندر داخل ہوتے ہی ہر طرف ہریالی نظر آتی حویلی کے چاروں طرف لان تھا اور اس لان کے وسط میں حویلی کا اندرونی حصہ تھا گاڑی چمکتے ہوئے ریش پر پھسلتی ہوئی کار پورچ میں آکر رکی۔خارب خان نے کالے رنگ کا پینٹ کوٹ پہنا ہوا تھا بالوں کو جیل لگا کر پیچھے کیا ہوا تھا آنکھوں پر گاگلز لگائے ہوئے تھے سرخ وسفید رنگت خوبصورت نقوش عنابی ہونٹ ہیزل آنکھیں وہ کسی کا بھی دل دھڑکا سکتا تھا لیکن اس کا دل صرف ایک کے لیے دھڑکتا تھا جس کے لیے وہ پل ضائع کیے بغیر موقع ملتے ہی پاکستان آگیا تھا یہاں آکر اس نے یہ دو دن کیسے گزارے تھے یہ صرف وہ ہی جانتا تھا۔وہ گاڑی سے اترا اور قدم زنان خانے کی طرف بڑھا دیے مردانے میں اس وقت کوئی بھی نہیں تھا کیونکہ خارب خان کے لندن جانے کے بعد اسلام آباد میں سارا بزنس ہدایت اللہ خان نے سنبھالا ہوا تھا۔ان کا حویلی چکر لگتا بھی تھا تو تین چار مہینے بعد۔وہ زنان خانے میں داخل ہوا تو سامنے ہی فرحت بیگم اور رابعہ بیگم کو ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے پایا۔ہر وقت غصے میں رہنے والے انسان کے چہرے پر ان دو چہروں کو

دیکھ کر مسکراہٹ آجاتی تھی-وہ دونوں آپس میں باتیں کرنے میں مگن تھیں۔
صنم خان گلے میں دپٹہ ڈالے گنگناتے ہوئے سیڑھیاں اترتی ہوئی نیچے آرہی تھی کہ اچانک ہی اس کی نظر دروازے میں کھڑے حارب خان پر پڑی-
آھھہ........لالا........"وہ چیختی ہو تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگی اس کے اس طرح چیخنے پر فرحت بیگم اور رابعہ بیگم دل تھام کر رہ گئیں انہوں نے دروازے کی طرف دیکھا جہاں پر خارب خان کھڑا تھا۔ صنم بھاگتی ہوئی آکر خارب خان کے گلے لگی اس کی سانس پھول چکی تھی خارب خان نے اس کے گرد اپنی بانہوں کا حصار قائم کیا-
"اسلام وعلیکم لالا" صنم نے پھولتی سانسوں کے ساتھ اس کے سینے سے سر اوپر کرتے ہوئے سلام کیا۔
"وعلیکم السلام! میری آفت..... کیسی ہے میری جان؟" خارب خان نے اس کا سر چوما-
"بلکل ٹھیک آپ کیسے ہیں کارب لالا بھی آب کے ساتھ آئے ہیں کیا؟"

''ارے لڑکی ہم کو بھی اپنا بیٹا سے ملنے دو۔ کیا اب دروازہ میں ہی کھڑا ہو کر سارا سوال پوچھ ڈالے گا؟'' فرحت بیگم نے صنم کو ٹوکا۔

وہ صنم کو خود سے الگ کرتے ہوئے فرحت بیگم اور رابعہ بیگم کے سامنے آکر رکا۔

''اسلام و علیکم موریز!'' اس نے مسکراتے ہوئے مرحت بیگم اور رابعہ بیگم کا ایک ایک ہاتھ پکڑ کر اپنے لوں سے لگایا۔ وہ اپنی ماں فرحت بیگم کو مورے اور اپنی چچی رابعہ بیگم کو چھوٹی مورے کہتے تھے اور جب وہ دونوں کو ایک ساتھ مخاطب کرتا تو موریز کہتا۔ دو سال بعد اپنے سامنے کھڑے اپنے شیر کو دیکھ کر فرحت بیگم کی آنکھیں نم ہو گئیں اور رابعہ بیگم تو باقاعدہ رونے لگی تھیں۔ ان دونوں کو روتا دیکھ کر خارب خان نے دونوں کو اپنے سینے سے لگایا اور آنکھیں موند لیں ان دو ہستیوں میں کتنا سکون تھا وہ کبھی بیاں نہیں کر سکتا تھا۔

''اب اگر آپ دونوں اس طرح روتی رہیں گیں تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔'' اس نے خفگی سے کہا اور رابعہ بیگم کا سر چوما پھر فرحت بیگم کا۔

ابھی تو آیا ہے تم اور پھر سے جانے کا بات کر رہا ہے ام (ہم) تو ماں ہے اس لیے رو رہا ہے اور یہ تمہارا اماں سے بھی بڑھ کر۔ تم کیا جانے ام نے یہ دو سال کیسے گزارے ہیں کا رب خانا تو گھر کا راستہ ہی بھول گیا ہے اور اب تم بھی جانے کا کہہ رہا ہے ام روئے نہیں تو اور کیا کرے؟" فرحت بیگم نے روتے ہوئے شکوہ کیا۔

"ارے میری پیاری موریز میں اب کہیں نہیں جا رہا۔ اب میں کبھی آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا آپ بس رونا بند کرو۔" وہ پیار سے بولتے ہوئے ان کو صوفے پر بیٹھا کر ان کے قدموں میں بیٹھ گیا۔

"یہ دو سال صرف آپ نے ہی مشکل سے نہیں گزارے میں نے بھی بہت مشکل سے گزارے ہیں آپ سب سے دور رہنا میرے بس میں بھی نہیں۔" وہ دونوں اس کی طرف دیکھتے روئے جا رہی تھیں اور ان دونوں کو روتا دیکھ کر کچن کے دروازے پر کھڑی ملازماؤں کی آنکھیں بھی اشک بار تھیں صنم نے آگے بڑھ کر صوفے کی پشت پر کھڑے ہوتے فرحت بیگم اور رابعہ بیگم کو سینے سے لگایا۔

"بس کریں آپ دونوں اب مجھے بھی رلانا ہے کیا؟" صنم نے نم آواز میں کہا۔

"ام نہیں رو رہا یہ ام کو رلا رہا ہے ام نے کتنی بار کہا ایک بار آ کر مل جائے پر یہ نہیں آیا۔" فرحت بیگم نے شکوہ کرتے ہوئے رخ موڑ لیا۔ جس پر خارب خان گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"چھوٹی مورے آپ کوئی شکوہ نہیں کریں گیں؟" خارب نے رابعہ بیگم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں سے لگایا۔

رابعہ بیگم نے روتے ہوئے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا جس پر خارب اور صنم مسکرانے لگے۔

"ہاں تم کچھ نہ کہنا ام ہی پاگل ہے جو اس کے ساتھ سر کپاتا (کھپاتا) ہے" فرحت بیگم نے خفگی سے کہا۔ جس پر رابعہ بیگم مسکرانے لگیں۔

کیا بھابھی... اتنے عرصے بعد بچہ گھر آیا ہے اب ہم اس سے شکوہ شکایت کرنے بیٹھ جائیں آپ بھی اپنا غصہ تھوکو اور کھانے کا انتظام کرواؤ۔ ہم رات کے کھانے میں ہر چیز اپنے بچے کی پسند کی چاہتا ہے کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔" رابعہ بیگم کو اس طرح رنگ بدلتا دیکھ کر فرحت بیگم حیران رہ گئیں۔

''تم اچھا نہیں کر رہی رابعہ اپنا پارٹی بدل کر یہ تو کچھ دن ادھر کرے گا مگر ام ہمیشہ تمہارے پاس ہو گا یاد رکھنا ام تم کو اپنا پارٹی سے خارج کر دے گا۔'' فرحت بیگم غصے سے کہتیں اٹھ کر باورچی خانے میں چلی گئیں جبکہ ان کے اس انداز پر سب کے قہقہے بلند ہوئے۔

خارب خان زمین سے اٹھ کر صوفے پر بیٹھا اور رابعہ بیگم کو اپنے حصار میں لیا خارب خان کی دوسری طرف صنم آ کر بیٹھ گئی۔ رابعہ بیگم نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھیں اور وہ صنم سے ہلکی پھلکی باتیں کر رہا تھا۔

چھوٹی مورے مفرہ نظر نہیں آ رہی کہاں ہے وہ؟'' خارب خان نے پورے ہال میں نظر گھماتے ہوئے پوچھا۔

''بچہ اس کی طبعیت تھوڑی خراب اس لیے سو رہی ہے۔''

''اور یشعرہ کہاں ہے؟'' یشعرہ کا نام لیتے ہوئے اس کا دل اتنے زور سے دھڑکا تھا۔ کہ وہ خود ہی اپنے دل کی حالت پر حیران رہ گیا۔

''یشعرہ بہت عرصے بعد ننھیا گلی آئی ہے تو اس کے کالج میں کوئی فنکشن تھا جہاں وہ پہلے پڑھتی تھی۔ تو اس کی دوست آئی تھی اسے لینے۔ کہتی ہے سب

دوستیں آئی ہیں تم بھی آجاؤ کچھ دیر کے لیے۔ تو بھابھی نے بھیج دیا تھا میں نے تو بہت منع کیا تھا لیکن میری سنتا کون ہے۔" رابعہ بیگم نے نارضگی سے نارب کی طرف دیکھا۔

"میری پیاری مورے میں سنتا ہوں نا آپ کی۔ چھوڑیں باقی سب کو چل کریں۔" خارب خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یشعرہ واپس کب تک آئے گی؟"

"دو بجے کا کہہ کر گئی تھی" اس بار جواب فرحت بیگم نے دیا جو باورچی خانے سے آکر صوفے پر بیٹھی تھیں۔

"دو بجے...... لیکن مورے اب تو پانچ بجنے والے ہیں اور باہر اندھیر بھی پھیل رہا ہے اوپر سے برف باری شدید ہو رہی ہے ایسے میں وہ گھر کیسے آئے گی؟"

خارب خان کو پہلے تو بہت حیرانگی ہوئی کیونکہ کالج اور یونیورسٹیز کے فنکشن تو دو تین بجے شروع ہوتے تھے یہ کون سا فنکشن تھا جو دو بجے ختم ہو گیا تھا۔ وہ جھٹ سے صوفے سے اٹھا اور تیزی سے باہر کی طرف بڑھا۔

"اب تم کہاں جا رہا ہے؟" فرحت بیگم نے پیچھے سے آواز دی۔

"یشعرہ کو لینے جارہا ہوں مورے"اس نے پلٹ کر جواب دیا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

"اللہ کی امان میں"فرحت بیگم نے سلامتی کی دعا دی۔

"یا اللہ خیر کرنا میری بچی سلامت ہو۔"رابعہ بیگم نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے دعا کی۔

"رابعہ کیوں پریشان ہوتا ہے خارب گیا تو ہے لینے اور ویسے بھی ہمارا بچی بہت مہینوں بعد اپنا تمام دوستوں سے ملا ہے تم پریشان نہ ہو وہ آجائے گا۔"فرحت بیگم نے رابعہ بیگم کو تسلی دی۔

اندھیرہ پھیلنے کے ساتھ ساتھ برف باری بھی زور پکڑے ہوئے تھی۔خارب خان کے لیے ڈرائیو کرنا بہت مشکل ہو رہا تھا آدھے گھنٹے کا راستہ مشکلوں سے طے ہوا تھا ہر طرف سڑکیں بلاک کی ہوئی تھیں۔کالج کے گیٹ پر آکر اس نے گاڑی روکی اور تیزی سے گاڑی سے نکل کر گیٹ کے پاس آیا۔ گیٹ پر بڑا سا تالا لگا ہوا تھا جیسے دیکھ کر اس کا وجود زلزلوں کی زد میں آگیا۔وہ چھوٹے گیٹ کی طرف بڑھا جہاں پر کالج کے اندرونی حصے میں ایک گارڈ بیٹھا ہوتا تھا اس نے گیٹ

پر دستک دی گیٹ کے درمیان ایک چھوٹی سی کھڑکی بنی ہوئی تھی جس سے ہر آنے والے انسان سے اس کا حوالا پوچھا جاتا تھا۔شدید سردی میں بھی خارب خان کو اپنا جسم تپتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

دو تین بار زور زور سے دستک دینے پر گیٹ کے وسط میں بنی کھڑکی کھلی۔سامنے ایک ادھیڑ عمر کا شخص کھڑا تھا۔

"اسلام و علیکم!" خارب نے سلام کیا۔

"وعلیکم خان صاحب بہت عرصہ بعد نظر آیا ہے کدھر تھا تم؟" حارب کو دیکھتے ہی اس ادھیڑ عمر شخص نے گیٹ کھول کر حارب خان سے مصافحہ کیا۔

"چچا میں کام کے سلسلے میں ملک سے باہر گیا ہوا تھا آج ہی آیا ہوں" خارب نے اپنی حالت پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"خان صاحب اندر آو نا ہم تم کو گرما گرم قہوہ پلائے۔" ادھیڑ عمر شخص نے خوشامد انداز میں کہا۔

"نہیں پھر کبھی ابھی مجھے تھوڑا سا کام ہے تو انشاءاللہ اگلی بار ضرور"..... ٹھیک ہے جیسا تمہارا مرضی"

”چچا.... کیا آج کالج میں کوئی تقریب تھی؟“خارب نے بہت مشکل سے یہ سوال کیا تھا دل میں برے برے وسوسے آرہے تھے وہ پورے راستے دیکھتا آیا تھا کہ شاید کہیں وہ نظر آجائے شاید.......

”آج.....؟“نہیں کالج میں تو کوئی تقریب نہیں تھی اور پچھلے پانچ دن سے موسم کی خرابی کی وجہ سے کالج بند ہے تم کو کوئی غلط فہمی ہوا ہے“ادھیڑ عمر شخص کے الفاظ خارب خان کے کانوں میں پگھلتا ہوا سیسہ انڈیل گئے۔ہیزل آنکھوں میں ایک دم سے وحشت اتر آئی۔

”آج یہاں پر کوئی بھی نہیں آیا میرا مطلب ہے کچھ لڑکیاں؟“خارب خان نے ایک بار پھر سے امید بھری نظروں سے گارڈ کو دیکھا۔

نہیں نہیں ہم تو صبح سے ادھر ہی ہے یہاں کوئی نہیں آیا۔“

خارب کو لگا اس کا دل بند ہو جائے گا رات گہری ہو رہی تھی اور اس کا کوئی اتا پتا نہیں تھا اس کام میں وہ کسی کی مدد بھی نہیں لے سکتا تھا۔وہ بنا کوئی جواب دیے مرے مرے قدموں سے گاڑی کی طرف آیا اس نے سڑک کے دونوں اطراف میں گردن گھما کر دیکھا۔اتنے میں سامنے سے ایک گاڑی اس کی گاڑی

کے سامنے آکر رکی لڑکے نے گاڑی روکتے ہی اپنی طرف سے شیشہ نیچے کیا اور گاڑی میں لگی لائٹ کو آن کر دیا۔

خارب خان کی حالت بہت بری ہو رہی تھی وہ گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کہاں جائے کس سے پوچھے وہ کہاں ہے کہ اچانک سے اس کے ذہن میں رابعہ بیگم کی بات آگئی "اس کی دوست آئی تھی اسے لینے۔ کہتی ہے سب دوستیں آئی ہیں تم بھی آجاؤ کچھ دیر کے لیے۔" اس نے جلدی سے پلٹ کر گاڑی کا دروازہ کھولنے کے لیے ہینڈل پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ سامنے کھڑی گاڑی میں بیٹھے وجود پر اس کی نظریں پڑی۔ اس کا دل مٹھی میں آگیا تھا اسے لگا اس کے گال پر کسی نے کھینچ کر تھپڑ مارا ہو

آنکھیں لال انگارا ہو گئی تھیں۔ پورے جسم میں آگ کے شعلے بھڑکنے لگے تھے
-

"یہ پہلی اور آخری بار تھی اب ہم اسلام آباد میں ہی ملیں گے یاد" یشعرہ نے المیر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں تو رہ لوں گا لیکن اس دل کا کیا کروں جو ایک پل بھی تمہارے بغیر نہیں رہتا تم چند دن کے لیے یہاں آئی ہو اور ان چند دنوں کو میں نے کسی عذاب کی طرح گزارا ہے یہ صرف میں ہی جانتا ہوں۔" المیر نے یشعرہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے دل کے مقام پر رکھا۔

"تم ہی دیر کر رہے ہو میں نے تو کتنی بار کہا ہے رشتہ بھیج دو۔"

"یار بس کچھ دن صبر کر لو جیسے ہی ماما کراچی سے واپس آتی ہیں سب سے پہلے یہ ہی کام کروانا ہے ان سے"

"اچھا اچھا آمنہ آنے والی ہے میں اب چلتی ہوں وہ مجھے گھر ڈراپ کر دے گی"

یشعرہ نے دروازہ کھولنے کے لیے ہینڈل پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ المیر نے اسے اپنی طرف کھینچا جس سے وہ المیر کے اوپر گرتی گرتی بچی۔

کیا ہو گیا ہے پاگل ہو گئے ہو؟" یشعرہ خوف سے گہرے گہرے سانس لینے لگی دوپٹہ کندھے سے پھسل کر گود میں گر گیا جس کی وجہ سے اس کے سینے کے ابھار واضع ہونے لگے تیز تیز سانس لینے کی وجہ سے اس کے ابھار تیزی سے اوپر نیچے ہو رہے تھے جن کو دیکھ کر المیر گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی

”ہاں میں ہو گیا ہوں پاگل اور مجھے پاگل کرنے والی تم ہو۔“اس نے یشعرہ کے نشیب و فراز پر نظریں گاڑھے کہا۔

”اف المیر میں کچھ دن تک اسلام آباد آجاؤں گی پھر ہم پورا دن ساتھ ہی ہوا کریں گے بس کچھ دن کی ہی تو بات ہے“یشعرہ نے اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لے کر کہا۔

المیر نے جواب دینے کی بجائے سر اثبات میں ہلا دیا۔یشعرہ نے پھر سے ہینڈل پر ہاتھ رکھا کہ المیر نے اسے بازو سے پکڑ کر اس کا رخ پھر سے اپنی طرف کیا۔

”یشعرہ.......“اس کے اتنے پیار سے پکارنے پر یشعرہ نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

المیر نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے اجازت طلب نظروں سے یشعرہ کی طرف دیکھا۔

”نو المیر ہم اس ٹاپک پر پہلے بھی بات کر چکے ہیں کہ جو کچھ بھی ہو گا شادی کے بعد ہو گا پلیز اب میرے ساتھ کوئی بحث نہ کرنا“یشعرہ نے اسے صاف ہری جھنڈی دکھائی۔

"اچھاٹھیک ہے میں اب کبھی نہیں کہوں گا شادی کے بعد بھی نہیں خوش......"المیر نے غصے سے کہہ کر اس کا بازو چھوڑ دیا۔

"اب تم ناراض ہونا چاہتے ہو؟"

"نہیں تو میں صرف تمہیں بتا رہا ہوں"

"المیر یار کیوں بچے بن جاتے ہو؟ایسے کون کرتا ہے؟"اس باریشعرہ کو غصہ آ گیا تھا۔

"اگر میں بچہ بن بھی جاؤں تو تم نے کون سا مجھے فیڈ کروانا ہے"المیر کی اس قدر بے باکی پر وہ حیران رہ گئی

"اچھا سوری یار اب نہیں کہوں گا....اور یہ فیڈ والی بات بھی تمہارے یہ دیکھ کر میرے ذہن میں آ گئی تھی"المیر کہنے کے ساتھ ساتھ یشعرہ کے ابھاروں پر نظریں گاڑھتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔

اس کے اس طرح دیکھنے پر یشعرہ نے تیزی سے چہرہ جھکا کر خود پر نظر ڈالی دپٹہ گود میں پڑا ہوا تھا او پن شرٹ تھی جو جسم کے ساتھ چپکی ہوئی تھی اگر غلطی سے بھی شرٹ کا ایک آدھا بٹن ٹوٹ جاتا تو اس کی خوبصورتی عیاں ہو جاتی۔اس نے

جلدی سے دوپٹہ گود سے اٹھا کر اپنے سینے پر پھیلایا اور پچھلی سیٹ پر پڑا اپنا عبایہ اٹھا کر پہننے لگی۔رنگ سرخ ہو چکا تھا اکثر المیر اس کے ساتھ مزاق کرتا تھا مگر اس حد تک کبھی نہیں گیا تھا۔عبایہ پہن کر اس نے پرس سے اپنی شال نکالی اور اچھی طرح خود پر اوڑھی اور بغیر المیر کی طرف دیکھے تیزی سے گاڑی سے نکل گئی۔ المیر یشعرہ کی عادت سے بخوبی واقف تھا وہ ایسی کسی بھی سوال کا جواب نہیں دیتی تھی۔اس کے باہر نکلتے ہی المیر نے گاڑی سٹارٹ کی اور زن سے بھگا کر لے گیا۔

..... جاری ہے

جس طرح میں نے ہمت نہیں ہاری اسی طرح آپ بھی میرا ساتھ دیتے رہیں انشااللہ بہت جلدی میں اس ناول کو ٹاپ آف دی لسٹ میں لے کر آؤں گی آج 5 ایپسوڈ دے کر ہی سوؤں گی۔

یشعرہ نے سامنے کھڑی گاڑی دیکھ کر تیزی سے اس کی طرف قدم بڑھائے اسے لگا تھا آمنہ آئی ہے اسے لینے۔لیکن قریب جانے پر جو وجود اسے دیکھنے کو ملا تھا اس نے یشعرہ کے رونگٹے کھڑے کر دیے تھے

"خ خا۔۔خارب۔۔۔لالا۔۔۔۔" خارب خان کو سامنے کھڑا دیکھ کر یشعرہ کو اپنی جان جاتی ہو محسوس ہوئی

خارب خان نے سرخ آنکھوں سے اسے گھورا۔دل تو کر رہا تھا یشعرہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔خارب خان نے یشعرہ کی طرف قدم بڑھائے جو ڈر کے مارے قدم پیچھے لینے لگی۔

"اگر ایک قدم بھی تم نے پیچھے کی طرف لیا میں تمہیں اسی سڑک پر زندہ گاڑھ دوں گا---" خارب خان کی غراہٹ پر یشعرہ اپنی جگہ پر جم گئی۔

خارب خان نے اسے بازو سے دبوچا اور گھسیٹتے ہوئے گاڑی کے پاس لایا۔فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اسے دھکا دیا جس سے وہ اندھے منہ سیٹ پر گری وہ کراہتی ہوئی سیدھی ہوئی خارب خان نے زور سے دروازہ بند کیا اور آ کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

خارب خان کو لگ رہا تھا اس کا دل پھٹ جائے گا وہ تو اس لڑکی کو اپنی ملکہ بنانا چاہتا تھا لیکن یہ تو باندی بننے کے بھی لائق نہیں تھی۔

یشعرہ سانس روکے بیٹھی ہوئی تھی خارب خان نے حویلی جاتے ہی مورے اور ماما کو بتا دینا تھا کہ ان کی لاڈو کہاں گل کھلا رہی تھی۔اس کا پورا جسم خوف سے لرز رہا تھا آنکھیں بے یقینی سے پھیلی ہوئی تھی اگر اسے پتہ ہوتا خارب خان پاکستان آ گیا ہے تو وہ مر کر بھی المیر سے ملنے نہ جاتی۔

"آھہ۔۔۔۔" برف کی شدت کی وجہ سے گاڑی رک رک کر چل رہی تھی خارب خان نے زور سے غصے میں سٹیرنگ پر ہاتھ مارے جس پر یشعرہ کے حلق سے زوردار چیخ نکلی

خارب نے ایک جھٹکے میں گاڑی روک کر رخ یشعرہ کی طرف کرتے اس کے سر کے پیچھے ہاتھ لے جا کر اسے بالوں کو پکڑا اور اس کا چہرہ اپنے چہرہ کے بلکل قریب کیا۔اتنا قریب کے خارب خان کی گرم سانسیں اس کے چہرے پر پڑ رہی تھیں یشعرہ نے خوف سے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"اس وقت تم مجھے اس دنیا کی سب سے بدصورت عورت لگ رہی ہو اور تمہاری آواز مجھے پگھلتا ہوا سیسہ لگ رہا ہے-تمہاری بہتری اسی میں ہے اپنی اس بدصورت شکل اور آواز کو خود میں چھپا لو ورنہ میں تمہیں یہیں پر کاٹ کر پھینک

دوں گا اور صبح تک جنگلی جانور تمہاری ہڈیاں تک چبا جائیں گے سمجھی۔۔۔۔۔۔“

اس نے ایک جھٹکے میں یشعرہ کو دھکا دیا وہ دروازے سے جا کر لگی اس کے کندھے اور بازو میں درد کی لہر دوڑ گئی اس بار وہ اپنی چیخ حلق میں ہی دبا گئی تھی۔

خارب خان نے گاڑی سٹارٹ کرنے کی کوشش کی لیکن ہو نہ پائی شدید سردی کی وجہ سے گاڑی کا انجن کام کرنا چھوڑ گیا تھا۔

”آھھ۔۔۔۔“ خارب خان دونوں ہاتھوں میں سر تھام کر چلایا۔دل تو اس کا کر رہا تھا یشعرہ کے دونوں گال تھپڑوں سے لال کر دے۔کیسے وہ ایک غیر مرد کے ساتھ گھوم رہی تھی وہ بھی سر عام بے پردگی میں۔

یشعرہ مسلسل روئے جا رہی تھی اور خارب خان کا چیخنا چلانا اسے مزید خوب میں مبتلا کر رہا تھا وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

”کیوں اس طرح ماتم منا رہی ہو ہاں۔۔۔؟ تمہیں تمہارے یار کے ساتھ دیکھ لیا ہے تو اب یہ ڈرامے کر کے تم بچنا چاہتی ہو---؟“ خارب نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کرتے جھنجھوڑا۔خارب خان کی اس ستمگری پہ وہ لبوں سے سی تک نہ نکال سکتی۔

"لل لالا۔۔۔آپ ایک بار میری بات۔۔۔۔۔"یشعرہ نے اٹک اٹک کر اتنا کہا ہی تھا کہ خارب خان نے یشعرہ کی سیٹ کا بٹن پریس کرتے سیٹ کو پیچھے کی طرف کر دیا اور خود اس کے اوپر آ گیا۔اس کے یوں اچانک حملہ کرنے پر یشعرہ نے زوردار چیخ ماری-اس کے چیخنے پر خارب خان نے اپنا سارا وزن اس کے وجود پر ڈال دیا وہ نیچے دب کر رہ گئی-سانس تک مشکل سے آ رہی تھی۔خارب خان نے اس کے دونوں بازو پکڑ کر سر کے اوپر پن کر دیے

"خارب کہو مجھے۔۔۔۔۔۔لالا کہا تو ادھیڑ کر رکھ دوں گا۔۔۔۔"وہ آگ سی تپش لیے اس کے چہرے پر پھنکارا۔

"بہت آگ لگی ہوئی ہے نا تمہیں۔۔۔جوانی سنبھالی نہیں جا رہی تم سے۔۔۔۔بہت شوق ہے نا تمہیں اپنے اس آگ جیسے بدن میں دوسروں کو جلانے کا۔۔۔۔۔آؤ میں تمہاری ساری آگ بجھاتا ہوں تمہاری اس ابھرتی جوانی کو بھی خوب سراہوں گا تمہارے جسم کے ایک ایک حصے پر اپنی قربت کی مہر لگاؤں گا-تاکہ اگلی بار تم یہ آگ باہر کسی یار کے ساتھ بجھانے کی بجائے گھر میں ہی بجھا لو۔۔۔باہر منہ کالا کرنے سے بہتر ہے گھر میں ہی منہ کالا کر لو۔۔۔۔۔"

خارب خان نے غصے سے کہتے ایک ہاتھ میں اس کے بدن کی ناز کی کو پکڑ کر مسلا جس پر یشعرہ تڑپ کر رہ گئی اور اگلے ہی پل وہ اس کے چہرے پر جھکتا اس کے نچلے ہونٹ کو اپنے دانتوں میں جکڑ گیا۔ خارب خان کی اس قدر بے رحمی پر یشعرہ پھڑ پھڑا کر رہ گئی۔

خارب خان نے ایک ہاتھ سے اس کا منہ پکڑ کر زور سے دبایا جس پر اس کا منہ کھل گیا اور زبان تھوڑی سی باہر نکل آئی خارب نے اس کی زبان کو اپنے دانتوں میں جکڑ کر کھینچا اس کی ساری زبان باہر نکل آئی۔ یشعرہ زور زور سے ہاتھ پیر مار رہی تھی لیکن سامنے بھی خان تھا اتنی آسانی سے کیسے چھوڑ دیتا۔

خارب خان اس کی زبان اپنے دانتوں میں جکڑے چوسے جا رہا تھا۔ یشعرہ کو اپنا سانس بند ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اچانک سے اس کے مزاحمت کرتے ہاتھ پہلو میں گر گئے اور خود کو سامنے والے کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔

یشعرہ کو بے جان ہوتا دیکھ کر خارب نے ایک ہاتھ سے اس کے ابھار پکڑ کر زور سے دبایا جس پر وہ تڑپ گئی۔ اس نے خارب خان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کرنا چاہا۔

خارب خان کا اپنا سانس اکھڑا تو وہ سانس لینے کے لیے پیچھے ہوا۔اس کا سینہ یشعرہ کے نشیب فراز کے ساتھ مس ہو رہا تھا۔خارب خان نے اس کا چہرہ دیکھا جو رو رو کر آنسوؤں سے تر تھا۔اس نے ہاتھ یشعرہ کے سر کے پیچھے لے جا کر اس کا سر اوپر کیا۔یشعرہ کی زبان پر بہت بری طرح سے کٹ لگا تھا اس میں کچھ بھی کہنے اور سننے کی سکت نہیں رہی تھی۔

خارب خان نے نرمی سے اس کے لبوں پر اپنے لب رکھے۔خارب خان کے اتنے نرم لمس پر یشعرہ نے نیم وا آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

خارب نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا اور اپنی سیٹ پر سیدھا ہو کر بیٹھا۔اس نے دونوں ہاتھ اپنے بالوں میں پھیرے اور نظر گھما کر یشعرہ کی طرف دیکھا جو گہرے سانس بھرتی آنکھیں میچے بنا آواز کے رو رہی تھی

خارب خان گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلا برفیلی ہوائیں اس کے جسم کو سن کر گئیں۔سڑک پر کسی بھی چیز کا گزر مشکل ہو رہا تھا۔آنکھیں شدت غم سے سرخ انگارا بنی ہوئی تھیں۔

خارب خان نے گہرے سانس لیے اور واپس گاڑی میں بیٹھا۔اس نے ڈیش بورڈ سے فون اٹھا کر حویلی کال کی۔ایک دو بیل جانے کے بعد صنم نے کال اٹھائی۔

"اسلام و علیکم " !

"وعلیکم السلام لالا۔یشعرہ آپی ملی ہیں ؟" خارب کے سلام کرتے ہی صنم اس کی آواز پہچان گئی اور جھٹ سے سوال کیا۔

خارب نے ایک قہر بار نظر یشعرہ پر ڈالی۔یشعرہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔

"ہاں وہ میرے ساتھ ہے چھوٹی مورے سے کہنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے راستے بند ہیں اور گاڑی بھی خراب ہو گئی ہے ادھر قریب ہی ایک ہوٹل ہے رات وہی پر رکیں گے اور صبح تک حویلی آجائیں گے۔اور مورے سے کہنا ان کی لاڈلی بلکل ٹھیک ہے صحیح سلامت ہے کل صبح حویلی تشریف لے آئے گی فنکشن بہت بڑا تھا اس لیے اسے آنے میں دیر ہو گئی۔" خارب خان نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے یشعرہ کی طرف دیکھا جو پھر سے رونے کا شغل منا رہی تھی۔خارب نے صنم کا کوئی بھی جواب سنے بغیر کال کاٹ دی۔ڈیش بورڈ سے اپنا والٹ اٹھا کر کوٹ کی جیب میں ڈالا۔

''اترو گاڑی سے۔'' خارب خان نے سخت لہجے میں کہا۔

یشعرہ بنا چوں چراں کیے اپنی شال اچھی طرح خود پر لپیٹ کر گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔ خارب خان نے باہر نکل کر گاڑی لاک کی اور گھوم کر یشعرہ کی طرف آیا۔ خارب کو اپنی طرف آتا دیکھ کر یشعرہ کا حلق خشک ہو گیا۔

خارب خان نے یشعرہ کا ہاتھ پکڑا اور تیز تیز قدم اٹھانے لگا برف گر رہی تھی یشعرہ کو لگ رہا تھا اس برف میں اب اس کی لاش ہی ملے گی۔ وہ بہت مشکل سے چل پا رہی تھی جس قدر خوف اس کے وجود میں اس وقت بھرا ہوا تھا اس لحاظ سے صرف ہارٹ اٹیک ہی آنا رہ گیا تھا۔ اس نے ہیل پہن رکھی تھی اور اس برف باری میں ہیل پہن کر چلنا پل صراط پر چلنے کے مترادف تھا ایک دو بار وہ چلتی چلتی رکی تھی خارب نے اسے جھٹکے سے آگے کی طرف کھینچا تھا۔ وہ روتی دھوتی قدم اٹھاتی رہی۔

دس منٹ پیدل چلنے کے بعد ایک چھوٹا سا ہوٹل نظر آیا خارب نے قدم ہوٹل کی طرف بڑھائے پھر اچانک رک گیا اس نے پلٹ کر یشعرہ کی طرف دیکھا جو کھلے چہرے کے ساتھ اس کے سامنے کھڑی تھی۔

”یہ نمائش کا شوق کمرے میں جا کر پورا کر لینا۔۔۔۔۔چہرہ ڈھکو۔۔۔۔۔“خارب دھیمے لہجے میں غرایا یشعرہ کی روح تک لرز گئی۔اس نے جلدی سے شال سے نقاب کیا۔خارب نے پھر سے اس کا ہاتھ پکڑا اور ہوٹل کے اندر داخل ہو گیا۔

وہ دونوں ہوٹل میں داخل ہوئے تو پورے ہوٹل کو سینٹرل ہیٹر سے گرم کیا گیا تھا یشعرہ کو لگا وہ دوبارہ زندہ ہوئی ہے

کاؤنٹر پر ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا خارب خان نے اس کے پاس جا کر تمام فارمیلیٹز پوری کی اور ایک کمرہ بک کروایا۔کمرے کی چابی ملتے ہی وہ یشعرہ کو لے کر کمرے کی طرف بڑھا۔اندر داخل ہوتے ہی اس نے یشعرہ کا ہاتھ جھٹکا اور اندر سے دروازہ لاک کیا۔

یشعرہ سہم کر ایک طرف ہو گئی۔خارب نے کوٹ اتار کر بیڈ پر پھینکا اور جا کر واش روم میں بند ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ کمرے میں آیا تو یشعرہ کو دروازے کے پاس جما ہوا دیکھ کر بھڑک اٹھا۔یشعرہ نظریں جھکائے آپس میں ہتھیلیاں رگڑ رہی تھی خارب کے قدموں کی آواز نے اس کی رگوں میں گردش کرتا خون منجمد کر دیا تھا۔

"ادھر آؤ....." خارب نے بیڈ پر بیٹھ کر شوز اتارتے ہوئے اسے بلایا۔یشعرہ مزید خود میں سمٹی۔

"تم نے سنا نہیں میں نے کیا کہا ہے؟ادھر آؤ....." خارب کی دھاڑ پر یشعرہ اپنی جگہ سے اچھل کر رہ گئی۔وہ گہرے سانس لیتی روتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی خارب خان سے دو قدم کے فاصلے پر آکر رکی۔

"Take off your abaya" خارب خان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

یشعرہ نے خوف سے پھیلی آنکھوں کے ساتھ خارب خان کی طرف دیکھا اور دونوں ہاتھوں سے شال کو اپنے سینے سے جکڑا۔

"نن نہیں۔۔۔مم میں نہیں اتاروں گی۔"یشعرہ نے تھوک نگلتے ہوئے ہچکیوں کے ساتھ روتے ہوئے کہا۔

خارب خان اس کی طرف دیکھ کر زخمی سا مسکرایا اور اپنی پینٹ کی پاکٹ سے لیٹر نکال کر آگ جلائی۔یشعرہ روتے ہوئے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

خارب بیڈ سے اٹھ کر نیچے زمین پر بیٹھا اور لیٹر کو یشعرہ کے برقعے کے قریب کیا جو ریشم کا ہونے کی وجہ سے اسی وقت آگ پکڑ گیا۔ خارب خان آگ لگا کر اٹھ کھڑا ہوا جبکہ یشعرہ کی آنکھیں آخری حد تک کھل گئیں اس نے اگلے ہی پل چیختے ہوئے عبایا اتار کر خود سے دور پھینکا اور نیچے بیٹھ کر زور زور سے رونے لگی۔

خارب خان نے گدی سے اس کے بال پکڑ کر اسے کھڑا کیا اور سیدھا بیڈ پر دھکا دیا۔ یشعرہ اوندھے منہ بیڈ پر گری- خارب خان اس کے اوپر آیا اور کندھے سے پکڑ کر اسے سیدھا کیا۔

یشعرہ کے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں والا حساب تھا آج وہ اپنا سب کچھ کھو بیٹھی تھی۔ ایک بھائی دوست اچھا انسان..... اس وقت وہ اس کے لیے صرف ایک خان تھا جو اپنی عزت پر سودہ نہیں کرتے تھے اب تو اسے اپنی عزت کھونے کا بھی یقین ہو گیا تھا۔...

خارب نے بغور اس کا چہرہ دیکھا خوبصورت کھلا کھلا جو رونے سے لال ہو گیا ہوا تھا وہ یشعرہ کے دونوں اطراف میں بازو رکھے ہوئے اس کے اوپر لیٹا ہوا تھا اس نے

یشعرہ کا نچلا لب دیکھا جہاں پر اس نے دانت گاڑھے تھے وہاں سے لب نیلا پڑ گیا ہوا تھا قہر ڈھاتے ڈھاتے اس نے اس کے لبوں کو بخش دیا تھا کہ وہ سب کے سامنے کیا کہے گی۔ لیکن پھر اس کی زبان کو کچلنا وہ اپنا فرض سمجھ بیٹھا تھا۔وہ سرخ رنگ کے ٹراوزر شرٹ میں ملبوس تھی۔خارب خان نے ہاتھ بڑھا کر اس کے گلے سے دپٹہ نکالا جو اس نے کپڑوں کے اوپر لیا ہوا تھا۔یشعرہ کی صاف شفاف گردن دیکھ کر اس نے گہرا سانس لیا۔اس کی آنکھوں میں نمی آ گئی تھی وہ تو کچھ اور ہی سمجھ بیٹھا تھا اسے لگا تھا یشعرہ کے المیر کے ساتھ جسمانی تعلقات ہیں۔اور ایسا کچھ ہوتا تو ضرور یشعرہ کے جسم پر نشانات ہوتے اور اگر غلطی سے بھی ایک آدھ نشان نظر آ جاتا تو وہ اسی ہوٹل کے کمرے میں اپنی اور یشعرہ کی قبر کھود ڈالتا۔وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کبھی ایسا بھی موڑ اس کی زندگی میں آئے گا جس کو وہ اپنی بانہوں میں لینے کے لیے تڑپ رہا تھا وہ کسی اور کی بانہوں میں ملے گی۔

خارب خان مر گیا تھا آج

یشعرہ بے جان سی پڑی آنکھیں بند کر کے خارب کے اگلے عمل کے لیے خود کو تیار کر رہی تھی وہ کچھ بھی کہتی کچھ بھی کرتی ہونا تو وہ ہی تھا جو خارب خان چاہتا تھا-

خارب نے جھک کر اس کی شہ رگ پر لب رکھے۔یشعرہ کے ہونٹوں سے سسکی نکلی-خارب کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔وہ شہ رگ سے ہوتے ہوئے نیچے آیا یشعرہ کی شرٹ کا بٹن دانتوں میں لے کر جھٹکا دیا جو اسی پل اس کی شرٹ سے جدا ہو گیا۔یشعرہ نے جلدی سے آنکھیں کھول کر خارب خان کی طرف دیکھا جو اسی کی طرف دیکھ رہا تھا یشعرہ نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھے خارب نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اس کے سر کے اوپر لے جا کر پن کر دیے۔بازو اوپر ہونے کی وجہ سے اس کے نشیب و فراز مزید چمک اٹھے یشعرہ زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگی-خارب نے جھک کر دوسرا بٹن بھی دانتوں سے توڑ دیا۔اس کا برہنہ سینہ خارب کے سامنے تھا۔آنکھوں میں خماری چھانے کی بجائے جلن بڑھتی جا رہی تھی۔وہ اوپر ہوتے اس کی گردن پر جھک گیا- کبھی اس کی گردن کو اپنے لبوں سے گیلا کرتا تو کبھی سک کرنے لگ جاتا کندھے سے شرٹ سرکاتے

ہوئے خارب نے اس کے کندھے پر دانت گاڑھے اس نے یشعرہ کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے تھوڑا اوپر کیا اور اس کے پیٹ پر دانت گاڑھنے لگا۔خارب کا ایک ہاتھ اس کی دھڑکنوں اور پیٹ سے سرکتا ہوا نیچے گیا۔اس نے یشعرہ کی دونوں ٹانگیں کھول کر اپنی کمر پر لپیٹی۔اور اس کی گہرائیوں کو چھونے لگا

یشعرہ کراہتی رہ گئی اس کی شدتیں بڑھتی ہی جا رہی تھیں۔وہ یشعرہ کے لبوں کو اپنے لبوں میں لیے نرم گرم لمس چھوڑ رہا تھا تھک ہار کر یشعرہ نے رونا بند کر دیا اور بے سدھ سی پڑی رہی خارب نے اس کی شرٹ کے سارے بٹن کھول کر اس کے وجود سے الگ کرتے ہوئے بیڈ سے نیچے پھینک دی اس کی نظریں یشعرہ کے جواں حسن پر تھی اس نے کالے رنگ کا بلاؤز پہن رکھا تھا خارب نے اس کی کمر کے پیچھے ہاتھ لے جا کر بلاوز کے ہک کھولے اور ایک جھٹکے سے بلاوز اس کے جسم سے جدا کر دی۔اس کے نشیب و فراز دیکھ کر خارب کی آنکھوں میں خماری سی دوڑ گئی۔پورے جسم میں ایک عجیب سا سپارک اٹھا تھا۔اس نے ایک ہاتھ اس کے نشیب و فراز پر نرمی سے پھیرا۔پھر اچانک ہی اسے المیر کی نظروں کا

مرکز سمجھ آیا اس کے وجود میں خون کے ابال دوڑے اس نے یشعرہ کے نشیب و فراز کو ہاتھ میں پکڑ کر زور سے دبایا یشعرہ کی چیخ بلند ہوئی۔

یہ رونا دھونا کس خوشی میں منا رہی ہو ہاں ؟؟؟ جائز حق رکھتا ہوں تم پر منکوحہ ہو میری اپنی مرضی سے میرے ساتھ نکاح کیا تھا اب کسی اور سے اپنی آگ بجھانے کا اردہ ہے تمہارا ہاں ؟؟؟ تمہاری چمڑی میں اپنی ایسی چھاپ چھوڑوں گا کہ پناہ مانگتی پھرو گی مجھ سے۔۔۔۔ خارب نے جھک کر اس کے نشیب و فراز پر لب رکھے۔یشعرہ کے پورے جسم میں ایک سنسنی خیز لہر دوڑی-خارب نے اس کے نازک بدن کو ہاتھ میں پکڑ کر دبایا جس سے وہ مزید ابھر گیا۔اور تیزی سے دانتوں سے کاٹنے لگا یشعرہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے پیچھے کرنے کی ناکام سی کوشش کرنے لگی وہ جب جب اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کرتی خارب خان اس کی دھڑکنوں پر اتنی ہی بے رحمی دکھاتا۔یشعرہ کا پورا جسم سن ہو چکا تھا اس نے ایک ہاتھ خارب کے سر کے پیچھے رکھا اور اپنے سینے پر دبایا یشعرہ کے ایسا کرنے پر وہ حیران رہ گیا خارب خان نے یشعرہ کے سینے سے سر اٹھا کر اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا جو خون چھلکا رہا تھا۔

مم مجھے۔۔۔ مجھے بہت۔۔۔ زیادہ۔۔۔ درد۔۔۔ ہو رہا ہے" یشعرہ نے التجائیہ نظروں سے روتے ہوئے اٹک اٹک کر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

خارب خان اس کے سینے پر بہت بے رحمی دکھا چکا تھا اس کے نشیب و فراز کے نازک حصے پر خون جم چکا تھا یشعرہ کے لیے اس سے زیادہ برداشت کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن تھا۔ خارب خان سمجھ گیا تھا کیوں یشعرہ نے اسے اپنے سینے پر دبایا تھا۔ تاکہ وہ رحم کھا کر نرمی برتے خارب نے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں اپنی آبرو عزت و وقار لٹ جانے کا خوف تھا۔ یشعرہ کا پورا جسم پسینے سے بھیگ گیا ہوا تھا۔ بال پسینے کی وجہ سے چہرے پر چپکے ہوئے تھے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے سے بال پیچھے کیے۔ یشعرہ کا پورا وجود تھر تھر کانپ رہا تھا۔ خارب خان لب بھینچے اس کے چہرے کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ یشعرہ کبھی اس کی آنکھوں میں دیکھتی تو کبھی نظریں جھکا لیتی۔ خارب نے چہرہ اس کی گردن میں چھپا کر گہرے گہرے سانس بھرے اور پھر بہت پیار سے اس کی گردن کو اپنے لبوں میں دبا کر چومنے لگا۔ اس کی نرمی پر یشعرہ آنکھیں موند گئی۔ آنسو بہہ رہے تھے دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔

بیڈ پر پڑا خارب خان کا فون بجا خارب نے یشعرہ کی گردن سے چہرہ اٹھا کر فون کی طرف دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر فون اٹھایا۔ حویلی سے کال آ رہی تھی۔اس نے یشعرہ کی طرف دیکھا جو ہلکی ہلکی سسکاریاں بھر رہی تھی۔

""تمہاری آواز نہ نکلے......" خارب نے چبھتی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔یشعرہ اپنا سانس تک روک گئی۔ خارب نے کال اٹھاتے فون کان سے لگایا اور نظریں یشعرہ کے لبوں پر ٹکا دی۔

""ہیلو بچہ...." فرحت بیگم کی متفکر سی آواز گونجی۔

""جی مورے۔" خارب نے ایک ہاتھ کا انگوٹھا نرمی سے یشعرہ کے لبوں پر پھیرا

۔

""تم لوگ ٹھیک ہے نا؟ لاڈو کہاں ہے میرا دل بیٹھا جا رہا ہے میرا بات کرواؤ لاڈو سے" فرحت بیگم نے تفکر سے پوچھا۔

""مورے ہم بلکل ٹھیک ہیں اور آپ کی لاڈو بھی بلکل ٹھیک ہے یہ لیں بات کریں اس سے۔"

"ہاں کرواؤ بات۔"

خارب نے فون یشعرہ کے کان سے لگایا اور تنبیہی نگاہوں سے اسے منہ بند رکھنے کو کہا۔

یشعرہ نے فون پر ہاتھ رکھا اور خارب کی طرف دیکھا

"ہیلو.... مورے...."یشعرہ کی آواز سنتے ہی فرحت بیگم نے سکھ کا سانس لیا۔

"تم ٹھیک ہے نا؟"

"ج جی....جی مورے میں ٹھیک ہوں آپ پریشان نہ ہوں۔"یشعرہ کو عام انداز میں بات کرتا دیکھ کر خارب پھر سے اس کی گردن پر جھکا اس نے یشعرہ کی گردن اپنے لبوں میں دبا کر سک کیا۔یشعرہ کے لبوں سے سسکی نکلی۔یشعرہ کے سسکنے پر خارب نے جلدی سے اس کی گردن سے چہرہ اٹھا کر غصے سے گھورا

یشعرہ کی سسکیاں سن کر فرحت بیگم کے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ گئے۔"یشعرہ تم... تم ٹھیک تو ہے نا....؟"

"جی مورے میں ٹھیک ہوں سردی میں آئے ہیں اس لیے ٹھنڈ بہت زیادہ لگ رہی ہے" خارب کے گھورنے پر یشعرہ نے جلدی سے بہانا بنایا۔ لیکن فرحت بیگم سمجھ گئی تھیں۔ یہ سردی نہیں گرمی کی شدت سے سسکیاں نکل رہی تھیں۔ وہ ایک تجربہ کار خاتون تھیں شوہر کی محبوب بیوی تھیں وہ ان سسکیوں سے کیسے انجان رہتی۔

"اچھا ٹھیک ہے تم اپنا خیال رکھو خارب خان کو فون دو ہمیں اس سے کچھ بات کرنا ہے۔" فرحت بیگم نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

یشعرہ نے فون خارب کو دیا۔ خارب نے جبڑے بھینچتے ہوئے فون کان سے لگایا "جی مورے"

"خارب مجھے یشعرہ کا طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہا اس کو زیادہ تکلیف مت دینا۔" فرحت بیگم نے اتنا کہہ کر کال بند کر دی خارب نے سرخ آنکھوں سے یشعرہ کی طرف دیکھا اور فون بیڈ پر پھینکا۔

زیادہ ناٹک نہ کرو میرے سامنے یہ رونے کا ڈھونگ حویلی جا کر سب کے سامنے کرنا میرے نکاح میں ہو تم جیسا چاہے سلوک کر سکتا ہوں تمہارے ساتھ۔

خارب خان کی دھاڑ پر وہ شدت سے رونے لگی بہت آزادی دی تھی تمہیں لیکن تم اس لائق ہی نہیں تھی۔ کہ تمہارے سے نرمی برتی جاتی خارب نے اس کا جبڑا پکڑ کر دبایا۔

"بہت شوق ہے تمہیں سسکنے کا سسکاریاں بھرنے کا۔۔۔۔۔آہ۔۔آہہ کرنے کا بہت شوق ہے تمہیں ایسی چیخیں نکلواوں گا کہ پوری زندگی آہ آہہ کرنا بھول جاؤ گی۔خارب خان نے یشعرہ کی دھڑکنوں کو ہاتھ میں پکڑ کر مسلا کہ وہ تڑپ کر رہ گئی اسے لگا اس کا جسم کسی نے کاٹ دیا ہو۔یشعرہ نے چیختے ہوئے اسے کندھے سے پکڑ کر پیچھے کرنا چاہا-خارب نے جھک کر اس کے کان کی لو کو اپنے دانتوں میں جکڑا یشعرہ روتے ہوئے اس دور کرنے کی کوشش کرتی رہی-خارب نے ایک جھٹکے میں اسے کندھے سے پکڑ کر اس کا رخ پلٹا اب یشعرہ کا چہرہ تکیے پر تھا اور پشت خارب خان کی آنکھوں کے سامنے۔یشعرہ کے دائیں کندھے پر تین تل ایک ساتھ اپنی آب و تاب سے چمک رہے تھے خارب خان دیکھ کر حیران رہ گیا-ایک جگہ پر تین تل ایک ساتھ اتنے خوبصورت لگ رہے تھے گوری رنگت پر تل قیامت ڈھا رہے تھے اس نے جھک کر اس کے کندھے پر لب رکھے پھر

دیکھتے ہی دیکھتے وہ اس کے کندھے پر شدت سے دانت گاڑھنے لگا۔یشعرہ تکیے میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی-خارب نے ایک ہاتھ یشعرہ کے سینے پر لے جا کر اس کے نشیب و فراز دبائے-یشعرہ نے خارب کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اسے روکنے کی کوشش کی۔

اتنے میں ایک بار پھر سے اس کا فون بجنے لگا خارب نے غصے سے سر اٹھا کر فون کی طرف دیکھا مگر سکرین پر جگمگاتا نمبر دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی- وہ پل میں یشعرہ سے دور ہوا اور فون لے کر کمرے کے ساتھ بنی چھوٹی سی بالکونی میں چلا گیا۔یشعرہ پہلے تو شاکڈ رہ گئی اس نے سر اٹھا کر خارب کی طرف دیکھا جو کمرے سے چلا گیا تھا۔اور پھر ہچکیوں سے رونے لگی۔وہ اپنی ماں کی کال آنے پر اس سے دور نہیں ہوا تھا تو پھر یہ کون تھا جس کے لیے وہ اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ یشعرہ روئے جا رہی تھی۔اس نے کتنی بار سر اٹھا کر بالکونی کے دروازے کی طرف دیکھا اور پھر روتے روتے وہ ایسے ہی پڑی سو گئی.....

بہت وقت گزر جانے کے بعد خارب کمرے میں واپس آتو یشعرہ کو گہری نیند سویا ہوا پایا۔ وہ لب بھینچے کتنی دیر تک اس کے چہرے کی طرف دیکھتا رہا۔وہ اسی حالت میں پڑی ہوئی تھی خارب کی نظر اس کے کندھے پر گئی جہاں گہرے نیل پڑ گئے تھے۔اس نے آگے بڑھ کر یشعرہ کے کندھے کو اپنی انگلیوں سے چھوا۔اور پھر اسے دونوں کندھوں سے پکڑ کر سیدھا کیا۔ سوتے ہوئے بھی اس کا جسم ہچکولے کھا رہا تھا۔ خارب کو اس پر ترس آیا لیکن پھر اس کا کارنامہ یاد کر کے دل پتھر ہو گیا۔ خارب نے اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرا اس سے اب کنٹرول کرنا مشکل ہو رہا تھا لیکن وہ یشعرہ کے ساتھ اس سے زیادہ ناانصافی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ خارب نے اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ کر اس کے سینے کا جائزہ لیا۔بہت گہری چھاپ چھوڑی تھی اس نے یشعرہ کی دھڑکنوں پر۔خارب نے بہت آرام سے اسکے نشیب و فراز کو چھوا۔

اس سے مزید خود پر پہرے بٹھانا مشکل ہو رہا تھا۔ خارب نے دیوار پر لگی گھڑی کی طرف دیکھا جہاں پر رات کے گیارہ بجے تھے اسے یشعرہ پر طیش آیا وہ اتنی لمبی رات کیسے خود پر ضبط کرتا۔

خارب نے اٹھ کر کمرے کی لائٹ بند کی اور سائڈ ٹیبل پر پڑا لیمپ روشن کیا۔ اور بیڈ پر آ کر یشعرہ کے ساتھ لیٹ گیا اور پیروں میں پڑا کمبل اپنے اور یشعرہ کی ٹانگوں پر دیا۔۔ یشعرہ ہلکا سا کسمسائی اور ایک ہاتھ اپنے نشیب و فراز پر رکھ دیا۔ خارب کو اس کی یہ حرکت سخت ناگوار گزری۔ اس نے یشعرہ کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے کیا۔ نیم اندھیرے میں اس کا جسم چودھویں کا چاند لگ رہا تھا گوری رنگت خوبصورت نقوش بھرا ابھرا سینہ پتلی کمر۔ خارب خان نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے ساتھ لگایا وہ جتنا بھی خود کو روکتا۔ تھا تو وہ ایک مرد ہی اس نے ایک ہاتھ یشعرہ کی پشت پر لے جا کر آرام سے اس کی کمر سہلانی شروع کر دی اور جو گستاخیاں وہ اس کے ساتھ کرنا چاہتا تھا اس کی نیند کا فائدہ اٹھا کر تمام گستاخیاں کرنے لگا

یشعرہ ہلکا ہلکا سسکتی خارب خان کے سینے پر سر رکھ گئی۔ خارب کی روح میں سکون اترا۔ اس کا ایک ہاتھ اب یشعرہ کی پشت سہلا رہا تھا

رات کے تین بجے خارب کی آنکھ لگی یشعرہ اس کے سینے پر سر رکھے ہوئے تھی۔
پوری رات وہ اس کے وجود کہ ساتھ چھیڑ خانی کرتا رہا تھا۔جب وہ سسکتی تو کچھ دیر کے لیے اس کے ہاتھ رکتے اور پھر سے اپنا عمل شروع کر دیتے۔یشعرہ کے نشیب و فراز اس کے پیٹ سے مس ہو رہے تھے۔وہ دونوں گہری نیند میں تھے۔
خارب نیند میں بھی بار بار اس کے کندھے کو اپنے لبوں میں لے کر سک کرتا تھا۔
اگلے دن صبح کے نو بجے خارب کی آنکھ کھلی اس نے اپنے اوپر سوئی ہوئی پری کی طرف دیکھا جو قیامت بنی اس کے ساتھ لپٹی ہوئی تھی۔
اس نے یشعرہ کے سر پر لب رکھے اور اس سے دھیرے سے اسے بیڈ پر لیٹا یا۔
پھر جھک کر اس کے ہونٹوں پر ہونٹ رکھے اور اس کے اوپر کمبل اوڑھایا۔
اس نے سائڈ ٹیبل پر پڑا فون اٹھا کر دیکھا اور پھر جا کر واش روم میں بند ہو گیا۔وہ شاور لے کر باہر نکلا تو یشعرہ کی طرف دیکھا جو نیند سے تو جاگ گی تھی لیکن خارب کے کمرے میں آنے پر جلدی سے آنکھیں بند کر گئی۔
خارب باتھ روب گاؤں میں تھا۔وہ چلتا ہوا بیڈ کے پاس آیا اور سختی سے یشعرہ کو آواز دی

"یشعرہ.....اٹھو" اس کے رعب دار لہجے میں پکارنے پر وہ اپنی حالت کی پروا کیے بغیر جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ کمبل سینے سے گر گیا تھا وہ سہمی نظروں سے خارب کی طرف دیکھنے لگی۔ خارب خان نے اس کی حالب دیکھ کر خود پر قابو پایا۔

"تم سچ میں اتنی نا سمجھ ہو یا صرف میرے سامنے یہ ڈرامے کر رہی ہو؟"

خارب نے جھک کر اس کے بال گدی سے پکڑ کر اس کا چہرہ اپنے چہرے کے قریب کیا۔

"ہاں..؟" وہ نا سمجھی سے خارب کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

"میری جان اگر رات کو دل نہیں بھرا تو بتا تو ابھی ہمارے پاس بہت وقت ہے ایک دوسرے کو پیار کرنے کے لیے۔" خارب نے اس کے لبوں کو چھوتے اس کی دھڑکنوں کے پھول کو دو انگلیوں کے درمیان دبا کر کھینچا۔

خارب کا مطلب سمجھ کر یشعرہ شرمندگی سے نظریں جھکا گئی۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر کمبل اپنے سینے پر رکھا۔

خارب خان مسکراتے ہوئے سیدھا ہوا اور تولیے سے سر رگڑتا شیشے کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔

”اٹھو شاور لو جا کر“ خارب کے سنجیدگی سے کہنے پر وہ اپنے گرد کمبل لپیٹ کر بیڈ سے اٹھی اور واش روم کی طرف بڑھی۔

”سنو“ خارب کے پکارنے پر یشعرہ نے پلٹ کر دیکھا۔

”صرف شاور لے کر باہر مت آنا جانا اچھے سے غسل بھی کرنا“ خارب نے بہت سپاٹ انداز میں کہا یشعرہ کی آنکھوں میں نمی آگئی اب تو شاور لیتی یا غسل کرتی رہنا تو اس نے بدکردار ہی تھا جو شادی سے پہلے ہی کسی مرد کے ساتھ اپنا آپ بانٹ چکی تھی وہ اپنی نظروں میں گر گئی تھی محبت کرنے کی سزا اسے اتنی خطرناک ملی تھی وہ اپنی آبرو لٹ جانے پر ماتم بھی نہیں کر سکتی تھی سامنے کھڑے انسان نے اسے اتنا حق ہی نہیں دیا تھا کہ وہ اپنی بربادی پر ماتم منا سکے۔

وہ تلخی سے مسکراتی واش روم میں بند ہو گئی۔اس نے کمبل اتار کر نیچے فرش پر پھینک دیا۔پہلے تو وہ کتنی دیر تک دیوار سے لگی روتی رہی تھی پھر باتھ ٹب میں بھرے ٹھنڈے پانی میں لیٹ گئی۔اس کے زخموں پر ٹھنڈا پانی تیزاب کی طرح لگ رہا تھا۔ٹب میں لیٹنے سے اس کا کندھا باتھ ٹب کے کنارے سے لگا۔ کندھے

پر شدید درد ہوا اس کے حلق سے چیخ نکلی جسے یشعرہ نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر حلق میں ہی دبا دیا۔

کافی وقت گزر جانے کے بعد خارب نے واش روم کے دروازے پر دستک دی۔

"اگر تم باہر نہیں آنا چاہتی تو میں اندر آ جاؤں۔" خارب کی آواز پر وہ اچھل کر رہ گئی اور جلدی سے اٹھ کر شاور آن کرتی شاور لینے لگی۔

یشعرہ نے واش روم میں بنی کبرڈ کھول کر دیکھی جس میں صرف ایک تولیہ اور ایک لیڈیز باتھ روب گاؤں پڑا ہوا تھا اور وہ بھی اتنا چھوٹا تھا کہ یشعرہ کی تھائز تک مشکل سے آ رہا تھا۔

خارب کے دوبارہ دروازہ بجانے پر وہ دل کو سمجھاتے ہوئے دروازہ کھول کر نکلی۔ خارب خان صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے اس کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا یشعرہ کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ گھٹنوں سے اوپر تک گاؤں تھا جسے وہ دونوں ہاتھوں سے کھینچ کر نیچے کرنے کی کوشش کر رہی تھی اس کی سفید بے داغ ٹانگیں دیکھ کر خارب کے گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔ گیلے بالوں سے پانی کے قطرے گر کر اس کی گردن کو بھیگو رہے تھے۔

خارب خان نے ہاتھ کے اشارے سے یشعرہ کو اپنے پاس بلایا۔یشعرہ کی دھڑکنیں تیز ہو گیئں۔وہ بہت مشکل سے قدم اٹھاتی اس کے پاس آکر رکی خارب خان نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر اپنے ساتھ بٹھایا۔اور سامنے میز پر پڑا ناشتے کا ٹرے اس کے سامنے کیا۔

"ناشتہ کرو"خارب کی رعب دار لہجے میں کہا یشعر نے جلدی سے ٹرے سے ایک سینڈوچ اٹھایا اور اس کے چھوٹے چھوٹے نوالے حلق سے اتارنے لگی اس کو کھاتا دیکھ کر خارب صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے ٹانگ پر ٹانگ رکھے چائے کے گھونٹ بھرنے لگا۔آھادہ سینڈوچ کھا کر اس نے باقی واپس ٹرے میں رکھا۔

"پورا ختم کرو۔"خارب نے کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے سختی سے کہا یشعرہ نہ چاہتے ہوئے بھی بچا ہوا سینڈوچ اٹھا کر کھانے لگی۔

خارب نے ٹیبل سے جوس کا جگ اٹھا کر گلاس میں جوس ڈالا اور یشعرہ کے سامنے رکھا۔

یشعرہ نے سینڈوچ ختم کرتے خارب خان کے ڈر سے گلاس اٹھا کر لبوں سے لگایا اور دو تین سپ لے کر واپس رکھ دیا۔

خارب نے ابرو اچکا کر اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"وہ مم مجھے جوس نہیں پسند" یشعرہ نے کپکپاتے لبوں سے ڈرتے ڈرتے اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر کہا۔

اس کی بات سن کر خارب نے مسکرا کر سر کو اثبات میں ہلایا اور جوس کا گلاس اٹھا کر اپنے لبوں سے لگایا۔

ایک بڑا سا گھونٹ اس نے اپنے منہ میں بھر کر گلاس ٹیبل پر رکھا اور یشعرہ کو بالوں سے پکڑ کر اس کا چہرہ اپنے قریب کیا دوسرے ہاتھ سے خارب نے اس کا جبڑا زور سے دبایا یشعرہ کا منہ کھل گیا اس کا منہ کھلتے ہی خارب نے اپنا منہ اس کے منہ میں ڈالا اور جوس یشعرہ کے حلق میں اتارا۔ وہ زور زور سے خارب کے کندھے پر ہاتھ مارتی اسے پیچھے کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

خارب پیچھے ہوتے مسکرا کر اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا یشعرہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے وہ گہرے سانس لیتی خارب کو کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگی۔

اس کی اس ادا پر خارب کا قہقہ بلند ہوا۔

"میری جان اب خود اس گلاس کو ختم کرو گی یا پھر میں اپنے انداز سے ختم کرواؤں۔؟" خارب نے نرمی سے یشعرہ کی گال پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔

خارب کی بات کا مطلب سمجھ کر یشعرہ نے جلدی سے گلاس اٹھا کر لبوں سے لگایا اور ایک ہی سانس میں گٹا گٹ پی گئی آخر میں اسے بہت برا غوطہ لگا وہ گلاس ٹیبل پر رکھتی سینے پر ہاتھ رکھ کر زور زور سے کھانسنے لگی آنکھوں سے آنسو نکل کر چہرے پر گرے تھے۔اس کو بری طرح کھانستا دیکھ کر خارب نے فکر مندی سے اس کی کمر سہلائی۔

تم ٹھیک ہو؟" خارب کی اس قدر نرمی اور تفکرانہ انداز پر یشعرہ نے خارب کی طرف شکوہ کناں نگاہوں سے دیکھا۔خارب کی آنکھوں میں اپنے لیے اس قدر فکر دیکھ کر وہ شدت سے روتی خارب کے سینے سے لگی۔

خارب نے نرمی سے اس کی کمر سہلائی یشعرہ روئے جا رہی تھی۔

"ایم....ایم سوری.....مجھے معاف کر دیں..... مم میں دوبارہ کبھی المیر سے نہیں ملوں گی نہ کبھی اس سے بات کروں گی...آپ پلیز مجھے معاف کر دیں" وہ زار و قطار روتی ہوئی اس کے سینے سے لپٹی معافیاں مانگ رہی تھی اس کے لبوں سے المیر کا نام سن کر خارب کی آنکھوں میں خون اتر آیا

"آپ پلیز یہ بات مورے اور ماما کو مت بتایئے گا ماما مجھے جان سے مار دیں گی۔ میں وعدہ کرتی ہوں دوبارہ کبھی ایسی غلطی نہیں کروں گی کبھی آپ کو تکلیف نہیں دوں گی بس آپ مورے اور ماما سے کچھ مت کہنا پلیز...." یشعرہ اس کے گلے میں بانہیں حمائل کیے اس کے سینے سے لپٹی ہوئی تھی ڈر اور خوف سے اس کا جسم تھر تھر کانپ رہا تھا۔ خارب لب بھینچے اس کی کمر پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔

"میری جان جو کارنامہ تم سرانجام دے چکی ہو اس کا نتیجہ بھی تو اب تمہیں ہی بھگتنا ہے نا....اس لیے یہ رونا دھونا بند کرو تمہارا رونا کسی کام کا نہیں" خارب نے تلخی سے کہتے اسے خود سے دور کیا اور صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں باہر جارہا ہوں تھوڑی دیر تک واپس آجاؤں گا تم اتنی دیر تک یہ آئنٹمنٹ اپنے زخموں پر لگاؤ اور بیڈ پر جا کر کمبل لپیٹ کر سو جاؤ میرے واپس آنے تک تم اس کمرے کی چار دیواری میں رہو گی ورنہ میں تمہیں اسی کمرے میں آگ لگا کر خاک کر دوں گا...." خارب نے ناشتے کی ٹرے میں پڑی آئنٹمنٹ کی طرف اشارہ کیا جو اس نے ناشتے کے ساتھ منگوائی تھی اس کی اس قدر بے رحمی پر وہ تڑپ کر رہ گئی اس کے آنسو بھی اس کے دل کو نرم نہیں کر سکے تھے۔

"بے رحم خانزادہ" روتے ہوئے یشعرہ کے لب پھڑپھڑائے۔

خارب کمرے کا دروازہ باہر سے لاک کر گیا تھا یشعرہ نے ہاتھ مار کر ٹیبل پر پڑا ٹرے نیچے زمین پر پھینکا اور روتی ہوئی بیڈ پر جا کر لیٹ گئی۔ پورا کمرہ سینٹرل ہیٹر سے گرم کیا ہوا تھا۔ رو رو کر اس کا برا حال تھا۔ زیادہ تر رونا اسے اس بات پر آرہا تھا کہ زخم تو دے دیے تھے اور مرہم اسے خود لگانے کو کہہ رہا تھا کیا ہو جاتا اگر وہ خود اس کے زخموں پر مرہم رکھتا تو۔۔۔

خارب دس بجے گیا تھا اور اب ایک ہونے والا تھا یشعرہ پریشانی سے کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی دل میں عجیب ساخوف ڈیرا جمائے ہوئے تھا۔ وہ ابھی تک باتھ روب گاؤن میں تھی اس کے پاس پہننے کے لیے کپڑے بھی نہیں تھے۔

دراوزے کے کلک ہونے پر وہ بدحواس ہوتی جلدی سے بیڈ پر جا کر لیٹ گئی۔اور آنکھیں سختی سے میچ لی۔

خارب کمرے میں داخل ہوا تو یشعرہ کو بنا کمبل کے بیڈ پر لیٹا دیکھ کر بھڑک گیا۔

زمین پر پڑے برتن دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا اس کا غصہ ان بے جان چیزوں پر نکالا گیا ہے۔خارب نے جھک کر نیچے پڑی آئٹمنٹ اٹھائی۔ اور اس نے آگے بڑھ کر شاپنگ بیگ ٹیبل پر رکھے اور بیڈ کے قریب آیا۔یشعرہ کا گاؤن اس کی تھائز کو چھپانے میں مکمل طور پر ناکام ہو رہا تھا اس نے گہری نظر اس کے دو آتشہ روپ پر ڈالی۔وہ سمجھ گیا تھا یشعرہ صرف سونے کا ناٹک کر رہی ہے۔

”اگر ایکٹنگ کرنے کا شوق پورا ہو گیا ہو تو اٹھ کر کپڑے پہنو “

یشعرہ نے دھیرے سے آنکھیں کھول کر خارب کی طرف دیکھا اور اٹھ کر بیٹھ گئی

-

''مم میں۔۔۔کپڑے۔۔۔کونسے پہنوں ؟''اس نے اٹکتے ہوئے کہا۔

''کیوں گھر سے نکلتے وقت کپڑے نہیں لے کر آئی؟لڑکیاں کو گھر سے نکلتے وقت بہت کچھ لے کر نکلتی ہیں تم کچھ نہیں لے کر نکلی؟''خارب نے ابرو اچکاتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر سوال کرنے لگا۔

''میں گھر سے بھاگی نہیں تھی۔۔۔آپ مجھے اس طرح سے زچ نہیں کر سکتے۔۔۔''یشعرہ تڑختی ہوئی بیڈ سے اٹھ کر اس کے مقابل آئی۔

''اوہ ہاں یاد آیا تم تو گھر سے بھاگی نہیں تھی''خارب خان نے پر سوچ انداز میں پیشانی کو انگوٹھے سے مسلتے ہوئے کہا۔

''لڑکیاں تو جب گھر سے بھاگتی ہیں بہت سارے کپڑے پیسہ اور زیور لے کر بھاگتی ہیں تم تو ان سب میں سے کچھ بھی لے کر نہیں آئی کیونکہ تم اپنی عزت ساتھ لے کر آئی تھی تمہیں کیا ضرورت تھی ان سب چیزوں کی۔۔۔''خارب خان نے گدی سے اس کے بال پکڑ کر چہرہ اوپر کیا۔یشعرہ دونوں ہاتھوں سے اپنے بال چھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔

خارب نے جھٹکے سے اس کے بال چھوڑے وہ پیچھے بیڈ پر گری۔اور ہچکیوں سے رونے لگی اسے پھر سے روتے دیکھ کر خارب کو طیش آیا۔وہ اس کے قریب بیڈ پر بیٹھا اور اس کے گاؤن کی ڈوری میں ہاتھ الجھا کر اسے کھول دیا وہ پھٹی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

""میری جان میں نے کہا تھا آئٹمنٹ لگا لینا لیکن تمہیں میری پیار سے کہی گئی بات سمجھ نہیں آتی""یشعرہ کہنیوں کے بل تھوڑی اوپر ہوئی تھی خارب نے اسے پیچھے کی طرف دھکا دیا تو وہ پھر سے لیٹ گئی۔

اس نے ڈوریاں کھول کر گاؤن اس کے کندھوں سے سرکایا اور پھر دھیرے دھیرے اس کے سینے اور پیٹ سے ہٹا دیا وہ کانپتے ہاتھوں سے بیڈ کی چادر مٹھیوں میں جکڑ گئی۔

خارب نے ہاتھ بڑھا کر اس کے نشیب و فراز پر اپنے دیے ہوئے زخموں پر پھیرا یشعرہ شرم کہ مارے آنکھیں بند کر گئی دل زور زور سے دھڑکنے لگا-ابھی تھوڑی دیر پہلے اسے شکوے تھے اس سے کہ وہ اس کے زخموں پر مرہم کیوں نہیں لگا رہا

۔اگرزخم دیے تھے تو مرہم بھی خود لگاتا اور اب جب وہ مرہم لگانے لگا تھا تو اس کی روح تک کانپ اٹھی تھی۔

خارب نے ہاتھ میں پکڑی آئنٹمنٹ کھولی اور انگلیوں پر لگا کر اس کی دھڑکنوں پر لگانے لگا جو کپڑے وہ یشعرہ کے لیے لے کر آیا تھا وہ بہت بھاری تھے اور ایسی حالت میں اس کے لیے ان کپڑوں کو اپنے تن پر برداشت کرنا مشکل ہوتا۔وہ دھیرے دھیرے اس کے زخموں پر اپنی پوروں سے مرہم لگا رہا تھا وہ آنکھیں مونڈے سانس روکے لیٹی ہوئی تھی خارب نے صرف اس کی دھڑکنوں پر آئنٹمنٹ لگائی تھی۔آئنٹمنٹ لگانے کے بعد وہ دونوں ہاتھ یشعرہ کے گرد رکھ کر جھکا اور اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں دبا کر نرمی سے اس کی سانس انہیل کرنے لگا۔یشعرہ کی سانسیں بے ترتیب کرنے کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا یشعرہ کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

خارب خان ٹیبل کی طرف بڑھا اور شاپنگ بیگ اٹھا کر یشعرہ کے سامنے بیڈ پر پھینکا۔

""صرف پانچ منٹ ہیں تمہارے پاس کپڑے پہن کر آؤ""یشعرہ نے ہاتھ سے آنسو صاف کرتے ہوئے شاپنگ بیگ کی طرف دیکھا خارب کے ڈر سے وہ بیگ اٹھاتی اٹھ کر واش روم میں چلی گئی۔

خارب صوفے پر بیٹھا فون پر مصروف ہو گیا۔

یشعرہ نے بیگ کھول کر دیکھا جس میں بہت ہی خوبصورت کالے رنگ کی پٹھانی فراک تھی جس کے دامن پر نوک دار شیشے لگے ہوئے تھے گلے پر بٹن لگے ہوئے تھے اور ان کے گرد چھوٹے چھوٹے نوک دار شیشے لگے ہوئے تھے کیپری سادہ تھی دپٹہ بھی کالے رنگ کا تھا جس کے کناروں پر شیشے لگے ہوئے تھے بیگ میں کپڑوں کے علاوہ اور بھی سامان تھا جسے دیکھ کر یشعرہ کی رنگت میں سرخیاں گھلی۔اس نے کبھی ایسے کپڑے نہیں پہنے تھے وہ ہمیشہ اسلام آباد سے اپنے لیے ہلکے پھلکے ڈریس منگواتی تھی ایسے بھاری بھر کم کپڑے دیکھ کر ہی اس کی جان جاتی تھی۔

وہ کپڑے پہن کر باہر نکلی پیروں کو چھوتی فراک گلے میں دپٹہ ڈالا ہوا تھا سفید رنگ پر کالا رنگ غضب ڈھا رہا تھا۔خارب نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا

اسے اس لباس میں دیکھ کر وہ سانس تک روک گیا اس نے کبھی یشعرہ کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا اور آج وہ اس پر سے نظریں ہٹانا بھول گیا تھا خارب کے اس طرح دیکھنے پر وہ ہاتھ آپس میں رگڑتی گھبرائی ہوئی سی نظریں جھکا گئی۔

خارب کتنی دیر تک اسے دیکھتا رہا فون کے بجنے پر وہ ہوش کی دنیا میں لوٹا اور یشعرہ سے نظریں ہٹا کر فون کی طرف دیکھا اس نے فون سائیلنٹ پر کیا اور اٹھ کر کھڑا ہوا۔ خود کو پوری طرح سے کور کرو تمہارے جسم کا کوئی بھی حصہ نظر نہیں آنا چاہیے۔'' خارب نے اس پر قہر بار نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

یشعرہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر بیڈ کے پاس نیچے زمین پر پڑی اپنی شال اٹھائی اور اچھی طرح سے خود پر اوڑھی۔ شال کو سر پر اوڑھ کر تھوڑا سا پلو چہرے کے آگے کیا خارب نے کمرے پر نظر ڈالی نیچے زمین پر یشعرہ کا جلا ہوا عبایا شرٹ اور بلاؤز پڑا ہوا تھا خارب خان واش روم میں گیا وہاں سے شاپنگ بیگ اور یشعرہ کا ٹراوزر لے کر باہر نکلا اس نے زمین سے اس کی شرٹ اور بلاؤز اٹھایا اور بیگ میں ڈالا۔ یشعرہ کے جسم پر جو لباس تھا وہ اس پر بھی کسی کی نظر برداشت نہیں کر سکتا تھا وہ کیسے اس کے کپڑے کوڑے میں پھینکنے کے لیے ادھر چھوڑ جاتا۔ خارب

نے ایک بار پھر جھک کر اس کا پرس اٹھایا اور یشعرہ کی طرف بڑھایا اس نے کانپتے ہاتھوں سے پرس پکڑا۔

خارب نے اس کی کلائی پکڑی اور قدم باہر کی جانب بڑھائے کاؤنٹر پر کمرے کی چابی واپس کی اور ہوٹل سے باہر نکل آئے۔پارکنگ ایریا میں آ کر اس نے گاڑی ان لاک کی اور فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر یشعرہ کو اندر بیٹھایا۔

وہ گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھا کپڑوں والا بیگ پچھلی سیٹ پر رکھا۔اور گاڑی سٹارٹ کی۔

برف باری کم ہو رہی تھی مگر دھند بہت زیادہ تھی۔ تھوڑی سی دوری پر بھی کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

وہ بہت سلو گاڑی چلا رہا تھا یشعرہ لب سیے دھڑکتے دل کے ساتھ آنکھیں موندے بیٹھی ہوئی تھی۔دل میں خوف بڑھتا جا رہا تھا۔

وہ مورے سے نظریں کیسے ملائے گی جب ان کو پتہ چلے گا وہ جھوٹ بول کر گئی تھی۔وہ ماما سے کیا کہے گی وہ ان کی دی ہوئی آزادی کا غلط فائدہ اٹھا رہی تھی۔

وہ کسی کی ہو کر بھی کیسے ایسا کر سکتی تھی؟ بند آنکھوں سے آنسو نکلا خارب نے اس کی طرف دیکھا تو لبوں پر مسکراہٹ آئی وہ یشعرہ کے دل کی حالت جانتا تھا۔

گاڑی گیٹ پر آکر رکی خارب نے ہارن بجایا یشعرہ نے خوف سے آنکھیں کھول کر خارب کی طرف دیکھا جو اسے مکمل نظر انداز کرتے ہوئے گیٹ پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

گیٹ کے کھلتے ہی گاڑی کار پورچ میں آکر رکی۔ خارب سپاٹ چہرے سے یشعرہ کی طرف دیکھا۔

یشعرہ التجائی نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی-وہ جانتی تھی اگر وہ خارب کو کچھ کہے گی یا جو کچھ کل رات وہ اس کے ساتھ کر چکا تھا وہ سب کو بتا بھی دے گی تو کوئی بھی اسے کچھ نہیں کہے گا بلکہ یہ کہہ کر ٹال دیں گے کہ اس نے کچھ غلط نہیں کیا اپنی عورت تو ہوتی ہی اس کام کے لیے ہے۔

خارب گاڑی سے اترا اور آگے بڑھ کر یشعرہ کی طرف سے دروازہ کھولا وہ اس کے چہرے کی طرف دیکھتی گاڑی سے باہر نکلی۔ خارب نے نرمی سے اس کی کلائی پکڑی اور زنان خانے کی کی بڑھا۔ دروازے سے داخل ہوتے ہی اس نے

یشعرہ کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ پورے ہال میں کوئی نہیں تھا۔خارب نے ایک نظر اسے دیکھا اور اندر داخل ہو گیا۔ کچن سے صنم اور مفرہ کی آواز آرہی تھی۔اتنے میں فرحت بیگم نماز پڑھ کر کمرے سے نکلیں۔ سامنے خارب اور یشعرہ کو دیکھ کر ان کی جان میں جان آئی کل سے موسم بہت زیادہ خراب تھا

وہ بہت پریشان تھیں ابھی نماز پڑھ کر اپنے بچوں کی سلامتی کی دعا کر کے اٹھی تھیں اور اللہ نے ان کی دعا قبول کر لی تھی۔

خارب نے فرحت بیگم کو سلام کیا اور جھک کر سر پر پیار لیا۔

یشعرہ سلام کرتے ان کے گلے لگی۔

"ٹھیک ہے تم؟" فرحت بیگم نے پریشانی سے اس کا چہرہ ہاتھ میں تھوڑی سے پکڑ کر پوچھا نظریں اس کے ہونٹوں پر تھیں جہاں خارب خان کے جنون کی شدتیں رقم تھیں۔

فرحت بیگم کے سوال کرنے پر یشعرہ نے نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ خارب کی آواز سن کر مفرہ دوڑتی ہوئی کچن سے باہر آئی اور سلام کرتے ہوئے خارب کے سینے سے لگی۔ خارب

نے سلام کا جواب دینے کے ساتھ جھک کر اس کے سر پر لب رکھے

""میری زندگی کیسی ہے؟"" خارب نے مسکرا کر پوچھا۔

""ایک دم پرفیکٹ"" اس نے چہکتے ہوئے کہا اور پھر منہ بنا لیا۔ مفرہ کو خارب کے سینے سے لگا دیکھ کر یشعرہ نے زوردار جھرجھری لی کبھی وہ بھی خارب کے آنے پر ایسے ہی اس کے گلے لگتی تھی۔

""آپ کل مجھ سے ملے بنا ہی آپی کو لینے چلے گئے تھے ناراض ہوں میں آپ سے"" مفرہ کے منہ پھولا کر کہنے پر خارب مسکرانے لگا۔

""اوہ یہ تو بہت برا ہوا آپ کے ساتھ۔ پھر بتائیں کیا سزا نافذ کی ہے آپ نے میرے لیے؟"" خارب نے شرارتی لہجے میں پوچھا۔

""مفرہ اب شروع مت ہو جانا تمہارا بھائی تھکا ہوا آیا ہے اسے سانس تو لینے دو پہلے"" رابعہ بیگم نماز پڑھ کر باہر نکلی تو مفرہ کو ڈانٹا۔

صنم یشعرہ کے پاس کھڑی حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا یہ یشعرہ حامد اللہ خان ہے۔

"یشعی آپی آپ ان کپڑوں میں کتنی پیاری لگ رہی ہو مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا یہ آپ ہو۔۔۔۔ صنم کی حیرت انگیز آواز پر سبھی یشعرہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

اس کے کپڑے دیکھ کر سب کو حیرت کا جھٹکا لگا۔اس نے کبھی اس طرح کے کپڑے نہیں پہنے تھے وہ یہاں کی تقریبات کو بھی مس کر دیتی تھی کیونکہ رابعہ بیگم کہتی تھیں اگر تقریب میں شرکت کرنی ہے تو اسے یہاں کے رواج کے مطابق کپڑے پہننے پڑیں گے جس پر وہ غصہ ہوتی اور تقریب میں جانا تو دور کی بات نام تک نہ لیتی۔

مفرہ خارب کے حصار سے نکل کر اس کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔یشعرہ زبان بند کیے چپ چاپ نظریں جھکائے سب کی نظروں کا مرکز بنی ہوئی تھی۔

صنم نے آگے بڑھ کر اس کی شال اتارنی چاہی جسے اس نے جلدی سے پکڑ لیا۔

یشعرہ کے لاکھ منع کرنے پر بھی صنم نے اس کی شال اتار دی۔

شال اتارنے کے بعد جو منظر ان سب کو دیکھنے کو ملا تھا اس ان کے سروں پر تارے گھما دیے تھے

یشعرہ کا جسم ٹھنڈا پڑ گیا اس نے آنکھوں میں آئے آنسو بہت مشکل سے روکے ہوئے تھے دل میں ایک وحشت ہی بھر آئی صنم نے آگے ہو کر غور سے اس کے ہونٹ اور گردن کا جائزہ لیا۔فرحت بیگم اور رابعہ بیگم بات کی گہرائی میں جاکر نظریں چرا گئیں۔

"آپی۔۔۔۔یہ۔۔۔کیا ہے؟" صنم بہت مشکل سے بولی۔

یشعرہ کے ہونٹ پر گہرا نیل اور پوری گردن اور سینے پر سرخ اور نیلے گڑھے بنے ہوئے تھے صاف پتہ چلتا تھا کسی نے بہت بری طرح دانتوں سے کاٹا ہوا ہے۔
صنم کے سوال پر اسے لگا وہ بے ہوش ہو جائے گی۔مفرہ نے بھی دو قدم آگے بڑھ کر غور سے اس کی گردن اور سینہ دیکھا۔

"آپی بتائیں نا یہ کیا ہوا ہے آپ کی نیک پر کسی نے کاٹا ہے کیا؟" مفرہ کے سوال پر خارب خان مٹھیاں بھینچ گیا۔اس نے سرخ آنکھوں سے یشعرہ کی طرف دیکھا جو سر جھکا کسی عادی مجرم کی طرح کٹھرے میں کھڑا ای تھی۔

"آپی بولیں بھی یہ کیا ہوا ہے ؟" صنم نے اسے بازو سے پکڑ کر جھنجھلاتے ہوئے پوچھا۔یشعرہ کے لبوں سے سسکی نکلی۔اُسے اس طرح روتا دیکھ کر فرحت بیگم آگے بڑھیں اور صنم کے ہاتھوں سے شال لے کر یشعرہ کے اوپر اوڑھی۔یشعرہ نے کانپتے ہاتھوں سے اسے جکڑا۔ان کے اس طرح سے سوالات وجوابات کرنے پر فرحت بیگم نے ایک غصے سے بھری نظر خارب خان پر ڈالی دل تو کیا خارب خان کو بازو سے پکڑ کر صنم کے سامنے کریں اور کہیں جو بھی سوال کرنے ہیں اس سے کرو ہمیشہ عورت ہی کیوں دوسروں کے سوالوں کی بوچھاڑ سہتی ہے۔

"چپ کرو صنم اور جا کر کھانا دیکھو صابرہ کھانا جلا دے گی۔" فرحت بیگم نے رعب دار آواز میں صنم کو ٹوکا۔

"لیکن مورے آپ دیکھیں تو سہی آپی کی گردن پر کسی چیز نے بہت بری طرح سے دانتوں سے کاٹا ہوا ہے" صنم کے اسرار پر رابعہ بیگم سر تمام کر رہ گئیں۔

"یشعرہ تم اوپر جاؤ کمرے میں دفع کرو ان کو" رابعہ بیگم نے اسے بازو سے پکڑ کر اس کا رخ سیڑھوں کی طرف کیا۔وہ گھبراتی ہوئی جلدی سے اوپر جانے کے لیے قدم اٹھاتی سیڑھوں کی طرف بڑھی۔

"اور تم زرا کچن کا رخ کرو کچھ زیادہ ہی دماغ چلنے لگا ہے تمہارا" رابعہ بیگم نے غصے سے صنم کو دیکھتے کہا۔

"چھوٹی مورے آپ میرے اوپر غصہ کرنے کی بجائے کسی ڈاکٹر کو بلائیں جس طرح سے آپی کی گردن پر زخم ہیں ان کو سائیڈ ایفیکٹ بھی ہو سکتے ہیں مجھے تو کوئی بہت ہی زہریلی چیز کے کاٹنے کے نشانات لگ رہے ہیں۔" صنم کی بات پر رابعہ بیگم کا رنگ سرخ پڑا اور خارب خان بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

"فلحال ہم تم کو جوتے سے مار مار کر سائیڈ ایفیکٹ پیدا کر دے گا اس لیے تمہارے واسطے اچھا ہے اپنا شکل گم کرو" فرحت بیگم کی بات پر صنم دیکھتی رہ گئی ۔

"چلو مفرہ بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں رہا" وہ منہ میں بڑبڑاتی ہوئی مفرہ کو اپنے ساتھ گھسیٹتی ہوئی بولی۔ مفرہ کسی ربوٹ کی طرح اس کے ساتھ چلتی جا رہی تھی۔

"اور تم زار ہمارا کمرہ میں تشریف لاؤ تم سے بہت ضروری کام ہے اور رابعہ تم بھی آؤ" فرحت بیگم غصے سے بھری نگاہ خارب پر ڈالتی اپنے کمرے کی طرف چلی گئیں۔خارب اپنی گھنی بیرڈ پر ہاتھ پھیرنے لگا۔اس نے رابعہ بیگم کی طرف دیکھا جو اسے نظرانداز کرتی کمرے میں چلی گئیں ان کے پیچھے وہ بھی قدم اٹھاتا کمرے میں آیا۔

"ہم نہیں جانتا تم نے ایسا کیوں کیا ہے لیکن ہم کو تم سے یہ امید نہیں تھا خارب تم تو ہمارا بہت سمجھدار بچہ ہے ایسا کونسا طوفان آگیا تھا کہ تم نے یشعرہ کا اتنا برا حال کر ڈالا۔" فرحت بیگم کے اس طرح سوال کرنے پر رابعہ بیگم نظریں جھکا گئیں۔وہ دونوں صوفے پر بیٹھی ہوئی تھیں اور خارب ان کے سامنے کھڑا تھا

"ہم جانتا ہے اس حویلی کا مرد لوگ اپنی عورت کے ساتھ جیسا چاہے سلوک کر سکتا ہے وہ کسی کو جوابدہ نہیں ہے پر ہم پھر بھی تم سے پوچھنا چاہتا ہے کیا ہوا ہے جو تم اس طرح ہمارا معصوم بچی پر برس پڑا؟"

"میں نے کچھ غلط نہیں کیا مورے نہ ہی میں اپنے عمل پر شرمندہ ہوں میں پورا حق رکھتا ہوں اس پر جیسا چاہے سلوک کر سکتا ہوں اور یہ حق آپ لوگوں نے

ہی مجھے دیا ہے اب آپ دونوں مجھ سے اس طرح سوالات وجوابات نہیں کر سکتیں ''

وہ نظریں جھکائے ہوئے ڈھٹائی سے

شعرہ بالغ تھی جب ہمارا نکاح ہوا تھااور اس کی پوری رضامندی سے یہ نکاح ہوا تھاایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کو نکاح کے بعد شوہر کے حقوق معلوم نہ ہوں'' اگرایسا ہوتا تو خدا کی قسم میں کبھی اسے چھوتا بھی نہ''فرحت بیگم کا پارہ مزید ہائی ہو گیا۔

''واہ بچہ آج تم کو یاد آگیا وہ تمہارا نکاح میں ہے آج سے پہلے تو ہمارا یاد کروانے پر بھی تم کو کبھی یاد نہ آیا وہ تمہارا نکاح میں ہے جب بھی ہمارا بچی تمہارا قریب آیا تم سے بات کرنے کا کوشش کیا تم کو دیکھ کر مسکرایا اسوقت تو تم کو یاد نہیں نہیں آیا وہ تمہارا نکاح میں ہے بلکہ تم تو ایسے بھاگتا ہے جیسے ہمارا بچی میں کوئی عیب ہو۔۔۔''فرحت بیگم کا بی پی ہائی ہو گیا تھا۔

رابعہ بیگم کی آنکھوں میں آنسو آگئے وہ بھی تو دیکھتی تھی کبھی خارب خان نے یشعرہ سے بات نہیں کی تھی کبھی اس کی طرف دیکھا نہیں تھا۔

کیا کبھی تم نے اس کے اس بات کا احساس دلایا کہ وہ تمہارا منکوحہ ہے تم اس سے محبت کرتا ہے کبھی اس سے مسکرا کر بات کیا ہے" فرحت بیگم کے سوالوں پر وہ لب سختی سے آپس میں پیوست کر گیا۔ وہ کیا بتاتا اپنی مورے کو کہاں کی معصوم بچی اس کی منکوحہ ہوتے ہوئے اس کے نکاح میں ہوتے ہوئے غیر مردوں کے لطف کا سامان بن رہی تھی وہ اس کی جگہ کسی اور کے پہلو میں بیٹھی ہوئی تھی۔

"میں کچھ نہیں جانتا مورے میں صرف اتنا جانتا ہوں وہ میری ملکیت ہے میں جہاں چاہوں جیسے چاہوں جب چاہوں اس سے اپنا حق لے سکتا ہوں اور اگر میں غلط ہوں تو آپ جو بھی سزا دیں گئی میں خوشی خوشی قبول کرلوں گا۔ خارب نے ان دونوں پر ایک نظر ڈالی اور تیزی سے کمرے سے چلا گیا۔

"ہم آج ہی خان صاحب کو حویلی آنے کا کہتا ہے اور اس کا شادی مناتا ہے ورنہ یہ نالائق تو رخصتی سے پہلے ہی ہم کو دادی اور تم کو نانی

بناڈالے گا۔فرحت بیگم غصہ سے لال پیلی ہوتیں بولی اور رابعہ بیگم نے بہت مشکل سے اپنا امڈتا ہوا قہقہ روکا۔

رات کے کھانے پر سب ڈائننگ حال میں موجود تھے اگر وہاں کوئی نہیں تھی تو وہ یشعرہ خان تھی وہ جب سے حویلی آئی تھی کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی اس کی حالت کو مند نظر رکھتے ہوئے فرحت بیگم اور رابعہ بیگم نے بھی اسے کھانے کے لیے نہیں بلایا تھا۔

خارب خان بظاہر تو آرام سے بیٹھ کر کھانا کھانے میں مگن تھا مگر دل میں بھڑ بھڑ بھانبھڑ جل رہے تھے وہ سنجیدگی سے کھانا کھا کر نیپکین سے ہاتھ صاف کر کے اٹھا۔

''صنم کھانا کھا کر یشعرہ کا کمرہ میں کھانا دے آؤ اس نے کچھ نہیں کھایا نجانے صبح بھی وہ کچھ کھا کر آئی تھی یا نہیں''فرحت بیگم چمچ پلیٹ میں رکھ کر صنم کی طرف

دیکھتے ہوئے بولیں اصل مقصد تو خارب کے کانوں میں یہ بات ڈالی تھی کہ وہ تو ٹھونس ٹھونس کر کھا چکا ہے لیکن یشعرہ بھوکی پڑی ہوئی ہے

''جی مورے میں کمرے میں جاتے وقت لے جاؤں گی'' صنم بریانی کا چمچ بھر کر منہ میں ڈالتی ہوئی بولی تھی۔

فرحت بیگم نے اثبات میں سر ہلایا خارب کے دماغ کی رگیں کھول اٹھی یشعرہ نے صبح بھی صرف ایک سینڈوچ کھایا تھا اور اس کے بعد وہ پورا دن روتی رہی تھی خارب خان لب بھینچے ڈائننگ ہال سے باہر نکل گیا اور زنان کھانے کے داخلی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اسے یشعرہ پر رہ رہ کر غصہ آ رہا تھا ایک تو وہ باہر آوارہ گردی کر رہی تھی اور پھر سب کے سامنے مظلوم بن گئی تھی اور مجرم خارب خان بن گیا تھا جس کی مورے جان سے بھی زیادہ پیار کرتی تھیں اب وہ اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھیں۔رابعہ بیگم تو اس سارے معاملے میں چپ ہو کر بیٹھ گئی تھیں

صنم اور مفرہ ایک کمرے میں ہوتی تھیں اور یشعرہ اور روبیشا ایک کمرے میں ہوتی تھیں روبیشا میڈیکل کے لیے لاہور چلی گئی تھی اس لیے یشعرہ اب اس کمرے میں اکیلی ہوتی تھی۔

صنم نے ہاتھ میں کھانے کا ٹرے پکڑا ہوا تھا اور مفرہ پیچھے پیچھے ٹہلتی ہوئی آرہی تھی مفرہ نے ایک انڈین مووی میں دیکھا تھا لڑکا لڑکی کو گردن پر کس کرتا ہے تو لڑکی کی گردن پر نشانات پڑ جاتے ہیں یشعرہ کی گردن پر وہ عجیب و غریب نشانات دیکھ کر وہ بوکھلا گئی تھی لیکن اب پورا پورا ارادہ رکھتی تھی کہ وہ یشعرہ کے منہ سے اگلوا کر ہی رہے گی کہ یہ نشانات کیسے آئے ہیں اس کے جسم پر۔

صنم کے ہاتھ میں کھانے کا ٹرے تھا اس لیے مفرہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر کمرے کا دروازہ کھولا پورا کمرے اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا ان دونوں کو بہت حیرت ہوئی کیونکہ یشعرہ سوتے ہوئے بھی سائڈ لیمپ ضرور آن رکھتی تھی اور اس وقت پورا کمرہ اندھیری غفا بنا ہوا تھا۔

آپی.....آپی سو رہی ہیں؟ مفرہ نے دروازے پر ہی رک کر آواز دیتے ہوئے پوچھا لیکن سامنے سے کوئی جواب نہ آیا۔

"صنم تم رکو ادھر ہی میں روم کی لائٹ آن کرتی ہوں" صنم دروازے پر ہی رک گئی اور مفرہ نے آگے بڑھ کر ایک طرف دیوار پر لگے سوئچ آن کیے پورا کمرہ روشنی میں نہا گیا۔

لائٹ کے آن ہوتے ہی دونوں کی نظر یشعرہ پر پڑی جو زمین پر اوندھے منہ پڑی ہوئی تھی۔

"آپی........ مفرہ بھاگتی ہوئی اس کی طرف بڑھی صنم کا رنگ فق ہو گیا اس نے جلدی سے دروازے کے ساتھ پڑے ٹیبل پر ٹرے رکھا اور تیزی سے یشعرہ کے پاس آئی۔ مفرہ اور صنم نے نیچے بیٹھ کر اس کا رخ سیدھا کیا وہ دونوں پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھنے لگی

یشعرہ کا جسم بھٹی کی مانند جل رہا تھا وہ دہکتا ہوا تندور بنی ہوئی تھی۔ یشعرہ بے ہوش پڑی ہوئی تھی ابھی تک اس کے جسم پر چادر اسی طرح لپٹی ہوئی تھی یقیناً وہ کمرے میں آتے ہی بے ہوش ہو گئی تھی۔ ٹھنڈ کی شدت بڑھتی جا رہی تھی کمرے میں ہیٹر بھی بند تھا پورا کمرہ برف کی طرح ٹھنڈا تھا۔

یشعرہ کو اس حالت میں دیکھ کر مفرہ کا جسم کانپنے لگا صنم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے صنم جلدی سے اٹھی اور کمرے سے باہر کی طرف دوڑی

''مورے۔۔۔۔۔۔ مورے۔۔۔۔۔ چھوٹی مورے۔۔۔۔۔'' وہ بھاگتی ہوئی سیڑھیاں اترتی فرحت بیگم اور رابعہ بیگم کو آوازیں دینے لگی۔

فرحت بیگم کچن میں صابرہ کو صبح ناشتے میں خارب کی پسند بتا رہی تھیں صنم کے گلا پھاڑ کر چلانے پر ان کا دل دہل اٹھا

وہ تیزی سے کچن میں رکھی کرسی سے اٹھتیں تیزی سے باہر آئیں رابعہ بیگم کمرے میں تھیں صنم کی آواز پر وہ جلدی سے باہر آئیں۔

''کیا ہو گیا ہے لڑکی کیوں گلا پھاڑ رہا ہے؟؟؟'' فرحت بیگم نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا

''مورے۔۔۔۔۔ مورے یشی آئی۔۔۔۔۔ صنم اوپر کمرے کی طرف اشارہ کرتی رونے لگی رابعہ بیگم کو لگا ان کا دل کسی نے مٹھی میں دبا لیا ہو۔ وہ تیزی سے قدم اٹھاتی سیڑھیاں چڑھنے لگیں صنم کی بات سن کر فرحت بیگم کے قدم لڑکھڑائے صابرہ نے آگے بڑھ کر فرحت بیگم کو سہارا دیا

"ہم کو اوپر لے چلو صابرہ۔۔۔" فرحت بیگم کو لگا تھا یشعرہ نے خود کے ساتھ کچھ غلط کر لیا ہے ان کا دل بند ہونے کو آرہا تھا وہ تو یشعرہ کو اپنی بیٹیوں روبیشا اور صنم سے زیادہ پیار کرتی تھیں اگر سچ میں جو وہ سوچ رہی تھیں ایسا ہو جاتا تو فرحت بیگم کے لیے یہ لمحے اپنی زندگی کے آخری لمحے ہوتے اور اس کے بعد شاید ہی وہ زندہ رہ پاتیں۔

صابرہ ان کو سہارا دے کر اوپر لائی مفرہ اس کا سر گود میں رکھے بیٹھی رو رہی تھی رابعہ بیگم تیزی سے اس کے ہاتھوں اور پیروں کی ہتھیلیاں رگڑ رہی تھیں رابعہ بیگم یشعرہ کو اس طرح بے سدھ پڑا دیکھ کر رو رہی تھیں فرحت بیگم مشکل سے قدم اٹھاتیں کمرے میں داخل ہوئی اور سامنے کا منظر دیکھ کر جلدی سے دروازے کا سہارا لیا۔

"آپی کو بہت تیز بخار ہے ماما جلدی سے کچھ کریں ورنہ ان کو کچھ ہو جائے گا۔۔۔۔" مفرہ چیخی

مفرہ کے لفظ سن کر فرحت بیگم دوبارہ زندہ ہوئی تھیں انہوں نے اپنے بازو سے صابرہ کا ہاتھ ہٹایا اور جلدی سے آگے بڑھیں

"اٹھو رابعہ ہمت کرو اسے اٹھا کر بیڈ پر لیٹانا ہے فرش بہت ٹھنڈا ہے" فرحت بیگم کی بات سن کر مفرہ نے اس کا سر اپنی گود سے اٹھایا رابعہ بیگم اور صابرہ نے اسے کندھوں سے پکڑ کر اوپر اٹھایا مفرہ نے زمین سے اٹھ کر بیڈ کے پاس آ کر تکیہ سیدھا کیا۔

صنم مسلسل خارب کا نمبر ملا رہی تھی جو بند جا رہا تھا کسی بھی ملازم مرد کو حویلی کے اندر آنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی صنم کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے پھر اس نے اپنی فیملی ڈاکٹر کو کال کی جو تھوڑی دیر تک آنے کا کہہ کر کال بند کر چکی تھی۔

وہ کمرے میں آئی یشعرہ کی زرد رنگت دیکھ کر اس کو کسی انہونی کا احساس ہوا مفرہ نے کمرے کا سینٹرل ہیٹر آن کیا گلاس وال آدھا کھلا ہوا تھا اسے بند کیا۔

"خارب کو فون کرو۔۔۔۔" فرحت بیگم یشعرہ کے پیروں میں بیٹھ کر اس کے تلوے رگڑتے ہوئے بولیں

"میں نے کال کی ہے مورے لالا کا نمبر بند جا رہا ہے" صنم روتے ہوئے پھر سے خارب کو کال کرنے لگی

''ڈاک۔۔۔ڈاکٹر کو کال۔۔۔۔'' رابعہ بیگم نے بمشکل لفظ ادا کیے

''چھوٹی مورے میں نے ڈاکٹر کو کال کر دی ہے وہ بس آتی ہی ہو گئی۔''

صابرہ گلاس میں پانی لے کر آئی رابعہ بیگم نے اس کے ہاتھ سے گلاس لے کر یشعرہ کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے لیکن یشعرہ کے جسم میں ذرا سی بھی حرکت نہ ہوئی۔

خارب خان مردانے میں بیٹھا سیگریٹ پھونک رہا تھا اتنی برف باری میں ڈاکٹر رامین کو حویلی میں آتے ہوئے کھڑکی سے دیکھا تو پریشانی سے اٹھ کر باہر آیا ڈاکٹر رامین تیز تیز قدم اٹھاتی زنان خانے کے اندر چلی گئیں۔خارب بھی اس کے پیچھے جلدی جلدی آیا۔ڈاکٹر رامین کو اوپر یشعرہ کے کمرے میں داخل ہوتا دیکھ کر خارب کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

وہ بھاگتا ہوا زینے عبور کرتا اوپر آیا۔

ڈاکٹر رامین کو دیکھ کر سب کی جان میں جان آئی

''ڈاکٹر ہمارا بچہ۔۔۔۔''فرحت بیگم روتے ہوئے بولیں۔

”ریلیکس آنٹی کچھ نہیں ہو گا میں دیکھتی ہوں ڈاکٹر رامین نے کانوں میں سٹیتھو سکوپ لگایا اور یشعرہ کے سینے سے کمبل پیچھے کرنا چاہا اس نے کمبل ہاتھ میں پکڑا ہی تھا کہ کمرے میں داخل ہوتے خارب خان کی آواز گونجی۔

”ڈاکٹر رامین آپ کو جتنا بھی چیک اپ کرنا ہے کمبل کے اوپر سے ہی کرنا پڑے گا۔۔۔“ خارب کے کھردرے لہجے پر ڈاکٹر رامین نے مڑ کر خارب کی طرف دیکھا۔

”بخار مس یشعرہ کو ہے کمبل کو نہیں۔۔۔“ ڈاکٹر رامین تپ کر بولی۔

”میں نے آپ سے بخار کی وضاحت نہیں مانگی یقیناً بخار یشعرہ کو ہی ہے لیکن اس کو چیک کرنے کے لیے آپ کمبل پیچھے نہیں کر سکتیں۔۔۔“ خارب کی بات پر ڈاکٹر رامین کو غصہ آیا جسے وہ مٹھیاں بند کرتے کنٹرول کر گئی۔ اور سٹیتھو سکوپ اتار کر بیڈ پر رکھا۔ پھر گھوم کر رخ خارب کی طرف کیا۔

”مسٹر خان میں ایک ڈاکٹر ہوں اور میں بہت اچھی طرح سے جانتی ہوں پیشنٹ کو کیسے چیک کرنا ہے آپ پلیز تھوڑی دیر کے لیے باہر جا سکتے ہیں؟“

"نو ڈاکٹر۔۔۔میں باہر نہیں جا رہا البتہ آپ جا سکتی ہیں۔۔۔" خارب خان کی بات پر سب بے بسی سے کبھی ڈاکٹر رامین کی طرف دیکھتیں تو کبھی خارب کی طرف۔۔۔

اپنی اس قدر بے عزتی پر ڈاکٹر رامین کا چہرہ لال ہو گیا۔وہ کچھ سخت بولتی کہ اتنے میں رابعہ بیگم بول پڑی۔

"خارب میں ہاتھ جوڑتی ہوں رامین کو چیک کرنے دو۔۔۔" رابعہ بیگم نے روتے ہوئے خارب کے سامنے ہاتھ جوڑے۔

"چھوٹی مورے۔۔۔" خارب نے تیزی سے آگے بڑھ کر اُنہیں اپنے سینے سے لگایا۔

"آپ چیک اپ کریں ڈاکٹر لیکن کمبل پیچھے نہ ہٹے۔۔۔" خارب نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔

ڈاکٹر رامین نے خارب کو گھورتے ہوئے اپنے سامان والے بیگ میں سے تھرمامیٹر نکال کر یشعرہ کا منہ کھول کر زبان کے نیچے رکھا۔یشعرہ کے لبوں پر گہرے نیل دیکھ کر رامین کے دل کو کچھ ہوا۔۔۔اس نے نظر اٹھا کر خارب کی

طرف دیکھا اور معاملے کی تہہ تک پہنچ گئی وہ ایک ڈاکٹر تھی اور ڈاکٹروں سے بھی بھلا کوئی بات چھپی رہ سکتی ہے

اس نے یشعرہ کے ہاتھ کی نبض چیک کرنے کے لیے کمبل سے ہاتھ باہر نکالا ساتھ میں اس نے کمبل کو پکڑ کر کھینچا ہلکا سا کمبل گردن سے ہٹا تھا گردن پر دانتوں کے نشان دیکھ کر وہ صدمے کی کیفیت میں چلی گئی اس نے سر اٹھا کر خارب خان کی طرف دیکھا۔

خارب خان سرد سرخ آنکھوں سے ڈاکٹر رامین کو گھور رہا تھا وہ ڈاکٹر رامین کی چلاکی کو بہت اچھی طرح سے سمجھ گیا تھا۔ڈاکٹر رامین نے بہت مشکل سے تھوک نگلی اور یشعرہ کے منہ سے تھرمامیٹر نکالا اور پھر انجیکشن بھر کر اس کے بازو پر لگایا۔

یشعرہ کا بخار 105 پر تھا۔۔۔۔"اس زہریلے خان کو برداشت کرنے کے لیے کوئی ڈائن ہونی چاہیے تھی"ڈاکٹر رامین دل میں سوچتی ہوئی بیگ سے پین اور پیڈ نکال کر دوائیاں لکھنے لگی۔

"یہ دوائیاں لے آئیں اور ان کو دودھ کے ساتھ دے دیں انشاءاللہ بخار میں کافی افاقہ ہوگا اور اگر پھر بھی ان کی طبیعت بہتر نہ ہوئی تو آپ کو انہیں ہاسپٹل لے کر جانا پڑے گا۔ڈاکٹر رامین نے پرچی خارب کی طرف بڑھائی جسے وہ ہاتھ میں تھام کر دبا گیا۔

ڈاکٹر رامین جلدی سے اپنا سامان سمیٹ کر کمرے سے نکلی ہاتھوں میں پسینے آ گئے تھے۔ وہ استغفار پڑھتی جلدی جلدی حویلی سے باہر آئی اور سامنے کھڑی گاڑی میں بیٹھ گئیں۔

****

حویلی سے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک فارمیسی تھی خارب جا کر دوائیاں لے آیا تھا۔انجیکشن کی وجہ سے یشعرہ کو تھوڑا تھوڑا ہوش آگیا ہوا تھا۔صابرہ دودھ گرم کر کے لائی رابعہ بیگم اور صنم نے یشعرہ کو کندھوں سے پکڑ کر بٹھایا فرحت بیگم نے اس کا منہ کھول کر دوائی کھلائی اور دودھ کا گلاس لبوں سے لگایا۔یشعرہ نے نیم وا آنکھیں کھول کر فرحت بیگم کی طرف دیکھا اور دو گھونٹ بھرنے کے

بعد گلاس کو ہاتھ سے پیچھے کر دیا۔رابعہ بیگم نے نرمی سے اسے بیڈ پر لٹایا اور اس کے اوپر کمبل ٹھیک کیا۔

"جاؤ بچہ لوگ تم جا کر آرام کرو ہم ہیں ادھر "فرحت بیگم نے صنم اور مفرہ کو دیکھ کر کہا

"نہیں مورے آپ جائیں آرام کریں میں اور صنم آپی کے پاس رکیں گی۔

مفرہ نے دھیرے سے کہا۔

"مفرہ ٹھیک کہہ رہی ہے بھابھی آپ تھک جائیں گیں اتنی لمبی رات ہے آپ جا کر آرام کریں۔"

"نہیں ہم ابھی ادھر ہی رکے گا اور ہم کو خارب سے بھی ضروری بات کرنا ہے تم دونوں جاؤ آرام کرو جب ہم تھک جائے گا تم دونوں کو بلا لے گا۔فرحت بیگم کے حکمیہ لہجے پر وہ دونوں خاموشی سے کمرے سے چلی گئیں۔

خارب صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔فرحت بیگم یشعرہ کے پاس بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں۔اور نرمی سے یشعرہ کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگیں۔خارب

صوفے سے اٹھ کر بیڈ پر فرحت بیگم کے سامنے ایک گھٹنا موڑے بیٹھ گیا۔اور فرحت بیگم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔

""مورے۔۔۔۔۔"" وہ نرمی سے ان کا ہاتھ سہلانے لگا۔

خارب کی آواز سن کر یشعرہ کے جسم نے غنودگی میں بھی جھٹکا کھایا۔فرحت بیگم نے جلدی سے آنکھیں کھول کر یشعرہ کی طرف دیکھا پھر خارب کی طرف۔

""ہمارا آنکھوں سے دور ہو جاؤ خارب ہم تم سے ابھی کوئی بات نہیں کرنا چاہتا ""

یشعرہ دوائیوں کے اثر میں تھی لیکن پاس بیٹھے لوگوں کی باتیں سن سکتی تھی۔

""مورے میں چاہتا ہوں اسی جمعے کو آپ ہماری شادی کروادیں"" خارب کی بات سن کر فرحت بیگم نے پٹ سے اس کی طرف دیکھا دوسری طرف بیٹھی رابعہ بیگم بھی بے یقین ہوئیں۔ پچھلے 5 سال سے وہ خارب کے پیچھے لگی ہوئی تھیں رخصتی کے لیے لیکن وہ مانتا ہی نہیں تھا اور آج خود کہہ رہا تھا۔

""اگر تو تم دل سے کہہ رہا ہے تو ٹھیک ہے اور اگر ڈرامہ کر رہا ہے تو ابھی اٹھ کر چلے جاؤ ہم تم کو ایک منٹ بھی برداشت نہیں کر سکتا اس وقت""

"میں کوئی مذاق یا ڈرامہ نہیں کر رہا مورے آپ لوگ اسی جمعے کو یشعرہ کی رخصتی کروا دیں" رابعہ بیگم تو خوشی سے نہال ہو گئیں۔

"ٹھیک ہے ہم کل صبح تمہارا ابا جان کو نمبر ملاتا ہے تیاری کرو" فرحت بیگم نے مسکرا کر کہتے جھک کر یشعرہ کا سر چوما۔یشعرہ منہ پر ہاتھ جمائے اپنے رونے کی آواز کو دبا رہی تھی کمبل کے اندر اس کا وجود ہلکا ہلکا کانپ رہا تھا

"ہم نماز پڑھ کر شکرانے کے نوافل ادا کر کے آتا ہے خدا نے تمہارا کھوپڑی میں عقل ڈالا ہے" فرحت بیگم نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"چھوٹی مورے آپ بھی جا کر ریسٹ کریں صنم اور مفرہ یشعرہ کے پاس رک جائیں گی آپ جا کر نماز پڑھ لیں" خارب کی بات پر رابعہ بیگم سمجھ گئیں تھیں وہ ان کو کمرے سے بھیجنا چاہتا ہے اس لیے وہ کچھ آیات پڑھ کر یشعرہ پر دم کرتی کمرے سے چلی گئیں۔ان کے جانے کے بعد خارب نے اٹھ کر دروازہ لاک کیا۔

اور بیڈ پر یشعرہ کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر کمبل یشعرہ کے چہرے سے ہٹایا جو آنکھیں زور سے بند کیے لرزتے ہاتھ لبوں پر جمائے اپنی سانس تک روک گئی ہوئی تھی۔

خارب نے اس کے اطراف میں دونوں بازو رکھے اور جھک کر اس کا ماتھا چوما پھر ہاتھ اٹھا کر اس کے لبوں سے ہاتھ ہٹائے۔یشعرہ کو سانس نہ لیتا دیکھ کر خارب کے لبوں پر مسکراہٹ آئی اور وہ اس کے چہرے پر جھکتا نرمی سے اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں دباد باگیا۔

یشعرہ نے پٹ سے آنکھیں کھول کر اپنے اوپر جھکے خارب خان کو دیکھا۔دل بند ہونے کو آیا گیا۔وہ پہلے ہی سانس روکے لیٹی ہوئی تھی جسم آگ میں جلتے انگاروں کی طرح دہک رہا تھا اس نے دونوں ہاتھ خارب کے سینے پر رکھتے اسے پیچھے کرنے کی کوشش کی مگر خارب خان ایک انچ بھی نہ ہلا۔خارب نے ایک ہاتھ اس کے سر کے نیچے رکھا اور ایک کمر میں ڈال کر اسے تھوڑا اوپر کیا

خارب اس کے لبوں کا جام پینے میں اتنا مست ہو گیا تھا کہ اسے کسی اور چیز کا ہوش نہ رہا جب سانسوں کے تسلسل کا دورانیہ بڑھا تو یشعرہ کا جسم جھٹکے کھانے لگا۔

زیادہ دیر سانس نہ لینے کی وجہ سے اس کا جسم زور زور سے جھٹکے کھانے لگا۔

خارب اس کے اوپر جھکا ہوا تھا جسے وہ پیچھے کرنے کی مزاحمت کرتی رہی تھی آخر میں جب کوئی چارہ نہ چلا تو یشعرہ خارب کے سر کے پیچھے ہاتھ لے جا کر اسے

مزید اپنے قریب کرتی خارب کی سانسیں اپنے منہ میں بھر کر اپنی طرف کھینچنے لگی

یشعرہ کی اس حرکت پر خارب کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اور اپنی سانسیں اس کی سانسوں میں اتارنے لگا۔

وہ دونوں بہت دیر تک ایک دوسرے کی سانسیں پیتے رہے تھے۔ خارب تھوڑا سا اوپر ہوا تو یشعرہ جلدی سے اس سے دور ہوتی گہرے گہرے سانس بھرنے لگی پورے کمرے میں ان دونوں کی سانسوں کی آواز آواز گونج رہی تھی۔ خارب نے جھک کر یشعرہ کی شہ رگ پر لب رکھے اور پھر نرمی سے اس کی گردن پر ہونٹ رکھنے لگا۔

یشعرہ گہرے سانس بھرتی سر تکیے پر گرا گئی۔

"خا۔۔۔۔ خارب۔۔۔۔۔" یشعرہ نے گہرے سانس بھرتے ہوئے خارب کو پکارا۔

"چپ کر کے لیٹی رہو" اس کے سختی سے کہنے پر یشعرہ کے دل میں اس کے لیے اور بدگمانی بڑھی۔ وہ بخار میں جل رہی تھی اور اس انسان کو اس کی کوئی فکر

نہیں تھی کیسا انسان تھا یہ۔۔۔۔یشعرہ کی آنکھوں سے آنسو نکل کر تکیے میں جذب ہونے لگے۔

خارب نے یشعرہ کی فراک کے بٹن کھولے اور فراک کو کندھوں سے نیچے سرکاتا نرمی سے اس کے کندھے کو چومنے لگا۔یشعرہ بیڈ کی چادر کو مٹھیوں میں جکڑ گئی۔ اچانک سے اسے المیر کی بات یاد آئی۔ بس کچھ دن صبر کر لو جیسے ہی ماما کراچی سے واپس آتی ہیں سب سے پہلے یہ ہی کام کروانا ہے ان سے ""یشعرہ نے جھٹکے سے آنکھیں کھولی اور پوری قوت سے خارب کو پیچھے کی طرف دھکا دیا۔یشعرہ کے اس طرح دھکا دینے پر وہ لڑکھڑا کر تھوڑا پیچھے ہوا اس نے زور سے جبڑے بھینچتے ہوئے خمار میں ڈوبی آنکھوں سے یشعرہ کی طرف دیکھا

یشعرہ جلدی سے اوپر ہوتی بیڈ کراؤن کے ساتھ لگی۔

"دور رہیں مجھ سے۔۔۔۔۔۔میں آپ کو بلکل بھی پسند نہیں کرتی نفرت کرتی ہوں میں آپ سے۔۔۔۔۔۔ مم میں بہت جلدی آپ سے خلع لے لوں گی۔۔۔ آپ کا وجود میرے لیے صرف تکلیف کا باعث بنتا ہے میں المیر سے محبت۔۔۔۔۔۔۔۔" یشعرہ نے المیر سے اعتراف محبت کرنا چاہا تو خارب نے اس کو بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور دوسرے ہاتھ میں زور سے اس کے جبڑے دبوچے۔یشعرہ دونوں ہاتھوں سے اس کا ہاتھ پیچھے کرنے لگی

"کیا کہا تم نے۔۔۔۔خلع لو گی۔۔۔۔۔؟؟؟میں تمہیں اس قابل ہی نہیں چھوڑں گا کہ تم میرے علاوہ کچھ سوچ سکو۔۔۔۔میں تمہاری سانسیں اتنی تنگ کر دوں گا کہ تمہیں سانس لینے کے لیے بھی میری سانسوں کی ضرورت پڑے گی۔۔۔۔۔" خارب خان اس کے لبوں پر جھکتا گرا یا اور اس کے نچلے ہونٹ کو دانتوں کے درمیان لے کر زور سے کھینچا۔۔۔اور اس کے گدی سے بال پکڑ کر بیٹھ پر پٹخا۔

"میں تمہارے انگ انگ میں خود کو اس طرح اتاروں گا کہ تمہیں اپنا آپ بھی خارب خان لگے۔۔۔۔ میں ایک خان کی اولاد ہوں تمہاری نفرت کو میں نے جنون میں نہ بدل دیا تو مجھے خان کی اولاد ہی مت سمجھنا۔۔۔۔۔بے غیرت تو میں پہلے ہی ثابت ہو چکا ہوں تمہیں

تمہارے یار کے ساتھ دیکھ کر بھی تمہیں زندہ چھوڑ دیا ہے اب میری وحشت بھی دیکھو لو۔۔۔۔ خارب خان نے اس کی فراک کے گلے میں دونوں ہاتھ ڈال کر فراک کو سینے سے چاک کر دیا۔یشعرہ خوف سے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔ کل کیا کم وحشت دکھائی تھی جواب پھر سے اس کو تار تار کرنے لگا تھا۔

خارب نے اس کی کمر پر ہاتھ لے جا کر بلاؤز کے ہک کھولے اور پل میں اتار دی۔۔۔ پھر دونوں ہاتھوں سے اس کی کمر پکڑ کر زور سے دبائی۔یشعرہ نے دونوں ہاتھ اپنے لبوں پر رکھ کر اپنی چیخ روکی۔

* *****

مفرہ اور صنم نماز پڑھ کر کپڑے تبدیل کرتی نائیٹیز میں ملبوس تھیں یشعرہ جب اسلام آباد سے آئی تھی مفرہ نے اپنے اور صنم کے لیے نائیٹز منگوائی تھیں جن کے نیچے گھٹنوں تک آتی نائیٹی تھی اور اس کے اوپر پیروں کو چھوتا گاؤن۔۔ حویلی کے زنان خان میں آتش دان جلایا گیا ہوا تھا اس نے حویلی کا اندرونی حصہ گرمی میں بدل دیا ہوا تھا

صنم اٹھو مورے آپی کے پاس ہیں اور ان کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی اب ہم آپی کے پاس رکے گیں۔'' صنم گھوڑے بیچ کر سو رہی تھی مفرہ کورین ڈرامہ دیکھ رہی تھی قسط ختم ہوتے ہی اسے یشعرہ کی یاد آگئی ورنہ کورین ڈرامہ دیکھتے ہوئے تو مفرہ خان کو خود کی ہوش بھی نہیں رہتی تھی۔

صنم ہنہ ہاں کرتی مشکل سے اٹھ کر بیٹھی اور گاؤن کی ڈوری کس کر باندھی۔

''مفرہ تم ابھی تک جاگ رہی ہو؟؟؟؟ ''

''ابھی صرف بارہ بجے ہیں میڈم ہوش کرو اور اٹھو آپی کے روم میں جانا ہے میں تمہیں اکیلی چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔۔۔۔''

"کاش مورے کی جگہ تم میری ماں ہوتی۔۔۔۔۔" صنم نے جل کر کہا اور چپل پہن کر بال جوڑے کی شکل میں لپیٹے۔

مفرہ ائیر پوڈ کانوں میں لگاتی گاؤن کی ڈوری کھول کر فون اور چارجر ہاتھ میں پکڑتی مست ملنگ بنی صنم کے پیچھے کمرے سے نکلی۔ جب سے اس کا میٹرک مکمل ہوا تھا وہ اسی طرح پوری پوری رات موبائل استعمال کرتی اور دن میں بہانے لگا کر سوتی رہتی تھی اس کا لاہور روبیشا کے پاس جا کر آگے پڑھنے کا ارادہ تھا لیکن رابعہ بیگم بلکل بھی اس کے حق میں نہیں تھیں پہلے ہی روبیشا لاہور اور یشعرہ اسلام آباد میں تھیں اب وہ مفرہ کو کہیں بھی بھیجنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھیں۔ لیکن سامنے بھی مفرہ خان تھی اس نے صاف صاف کہہ دیا تھا اگر آگے پڑھے گی تو لاہور جا کر ورنہ نہیں۔۔۔۔۔۔۔

صنم نے یشعرہ کے کمرے کے دروازے پر ہاتھ رکھا اور کھولا لیکن دروازہ کیسے کھلتا وہ تو اندر سے لاک تھا۔۔۔۔

"ہیں۔۔۔۔ یہ دروازہ کیسے لاک ہو گیا؟؟" صنم نے حیرت سے مفرہ

کی طرف دیکھ کر پوچھا مفرہ نے صنم کا منہ ہلتے دیکھ کر کان سے ائیر پوڈ نکالا اور سوالیا نگاہوں سے دیکھا

’’ڈور لاک ہے۔۔۔‘‘صنم نے مفرہ کی دیکھتے پھر سے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر گھمایا

۔

’’لاک ہے؟؟؟‘‘

’’ہاں۔۔۔۔‘‘

’’ہو سکتا ہے مورے اور ماما آپی کے ساتھ ہی سو گئ ہوں‘‘یشعرہ نے پر سوچ انداز میں کہا

’’چلو پھر اب۔۔۔میری نیند خراب کر دی ہے‘‘صنم نے غصے سے کہہ کر قدم اٹھایا ہی تھا کہ یشعرہ کی ہلکی سی چیخ کی آواز آئی۔

’’رکو صنم۔۔۔۔تمہیں کوئی آواز سنائی دی ہے؟؟‘‘

"آواز۔۔۔ نہیں تو مجھے تو کوئی آواز نہیں سنائی دی تم نے یہ کان میں جو ٹھونس رکھا ہے اس میں سے آواز آرہی ہو گی اب چلو روم میں۔۔۔۔۔" صنم نیند سے بند ہوتی آنکھیں مشکل سے کھول کر بولی۔

اتنے میں پھر سے یشعرہ کے کمرے سے اس کے کراہنے کی آواز آئی مفرہ نے جلدی سے دوسرے کان سے بھی ائیر پوڈ نکالا اور دروازے کے ساتھ کان لگایا صنم م حیرانگی سے اس کو دیکھنے لگی پھر کمرے سے آتی مردانہ آواز پر دونوں کے رنگ فق ہو گئے دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر صنم نے بھی جلدی سے آگے بڑھ کر دروازے سے کان لگایا۔یشعرہ کے رونے کی آواز کے ساتھ ساتھ کسی مرد کی آواز بھی آرہی تھی جو بہت آہستگی سے کچھ کہہ رہا تھا۔

"آپی۔۔۔دروازہ کھولیں۔۔۔۔" صنم نے بنا کچھ سوچے سمجھے دروازہ بجانا شروع کر دیا مفرہ نے جھٹ سے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھا اور کھینچ کر دروازے سے دور کیا۔

"چپ کرو بے وقوف لڑکی۔۔۔۔ کبھی عقل نہیں آئے گی تمہیں۔۔۔"

مفرہ نے اس کے سر پر تھپڑ مار کر سرگوشی کی۔کمرے میں بھی گہری خاموشی چھا گئی تھی۔

""تم نیچے ماما اور مورے کے روم میں دیکھ کر آؤ وہ اپنے روم میں ہیں یا نہیں میں زرا لالا کے کمرے کا راؤنڈ لگا کر آتی ہوں۔ لیکن پہلے روم میں جاو اور ایک چادر لے کر آؤ میرے لیے۔"" مفرہ متجسس ہو کر جلدی سے دو کمرے چھوڑ کر تیسرے کمرے کی طرف بڑھی حویلی کے اوپر والے فلور پر سات کمرے تھے ایک خارب خان کا تھا دوسرا کارب خان کا جو پچھلے کئی سالوں سے حویلی کا راستہ تک بھولا بیٹھا تھا ان کے ساتھ ایک اور کمرہ تھا جو نجانے کب سے بند تھا پھر اس کے ساتھ یشعرہ کا کمرہ اور ساتھ ہی مفرہ اور صنم کا کمرہ تھا۔ فرحت بیگم اور رابعہ بیگم کا کمرہ نیچے والے فلور پر تھا۔ باقی سارا ٹبر اوپر تشریف نما تھا ان سب کے آخر میں دو اور کمرے تھے جو اپنے عزیز و اقارب کے لیے تھے

صنم بھاگ کر کمرے میں گئی اور صوفے پر پڑی اپنی گرم شال اٹھا کر لے آئی مفرہ نے اچھی طرح سے شال اپنے گرد لپیٹی اور رخ خارب کے کمرے کی طرف کیا وہ کسی بھی قسم کا رسک نہیں لے سکتی تھی اگر خارب خان کمرے میں ہوا اور مفرہ کو اس حال میں دیکھ لیا تو گولی سے اڑا دے گا۔

اس نے صنم کو نیچے جانے کے لیے کہا

"سنو جس طرح چپ چاپ جا رہی ہو واپس بھی ایسے ہی آؤ گی اگر تمہاری چوں چراں کی آواز آئی تو گلا دبا دوں گی" مفرہ نے اسے سختی سے کہا وہ سرہاں میں ہلاتی تیزی سے سیڑھیاں اترتی نیچے آئی اور آرام سے فرحت بیگم کے کمرے کا دروازہ کھولا فرحت بیگم سامنے بیڈ پر گہری نیند میں تھیں وہ جلدی سے دروازہ بند کرتی ساتھ والے کمرے میں گئی رابعہ بیگم بھی سو رہی تھیں۔ صنم کا دل دماغ کام کرنا چھوڑ گیا اس کا دل کیا وہ ان دونوں کو اٹھائے اور بتائے یشعرہ کے کمرے میں کوئی چور گھس گیا ہوا ہے لیکن پھر مفرہ کا حکم یاد آ گیا مفرہ صنم سے ایک سال بڑی تھی اس لیے مفرہ اس پر بڑی کزن پلس بہن ہونے کا خوب فائدہ اٹھاتی تھی۔

مغرہ نے خارب کے دروازے پر آکر ہلکی سی دستک دی اندر سے کوئی آواز نہ آئی وہ آرام سے بنا آواز پیدا کیے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی کمرے میں خارب کا دور دور تک سایہ بھی نظر نہیں آرہا تھا وہ شاطر مسکراہٹ کے ساتھ واش روم کا دروازہ بجاتی کھول گی پھر ڈریسنگ روم کا۔۔پورے کمرے میں اس کے سوا کوئی نہیں تھا وہ پل میں سمجھ گئی تھی یشعرہ کے کمرے میں کون سا سین آن ہے

صنم کے اوپر آنے سے پہلے وہ واپس آئی اور دروازے سے کان لگا کر کھڑی ہو گئی کمرے سے آتی ہوئی مردانہ آواز خارب خان کی تھی صنم نے اس کے پاس آکر گہری سانس لی۔

"مورے اور چھوٹی مورے اپنے اپنے روم میں سو رہی ہیں۔۔۔۔" صنم نے اونچی آواز میں اسے بتایا مفرہ نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے ساتھ اپنے کمرے کی طرف کھینچا۔

کمرے میں آکر اس نے دروازہ بند کیا اور ماتھے سے پسینہ صاف کیا یہ پسینہ اسے کمرے میں ہوتی واردات کا سوچ کر آرہا تھا۔

"مفی تم پاگل ہو گئی ہو؟؟ آپی کے روم میں کوئی ہے وہ رو رہی تھیں۔۔۔"

صنم نے غصے سے لفظ چبا کر کہا

"چپ کرو تم۔۔۔۔لالا کے ہوتے ہوئے کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ آپی کے روم میں جا کر ان کو رلا سکے۔۔۔"

"کک کیا مطلب؟؟"

"مطلب یہ کہ آپی کے روم میں کوئی اور نہیں لالا ہیں۔۔۔میں خود دیکھ کر آئی ہوں وہ اپنے کمرے میں نہیں ہیں۔۔۔"ممفرہ نے صنم کو دیکھتے ہوئے شرما کر کہا۔ جیسے ساری دنیا کی شرم اس میں پائی جاتی ہو۔۔۔۔

"لالا۔۔۔۔لالا کیا کر رہے ہیں ادھر؟ وہ تو آپی کا روم ہے۔۔۔"صنم شاکڈ ہو کر بولی"

"ہاں میری جان وہ آپی کا ہی کمرہ ہے اور لالا ادھر کیا کر رہے ہیں آ جا میں تجھے دکھاتی ہوں بس تو ہمت کر کے پورا دیکھ لینا۔۔۔"مفرہ نے شال اتار کر صوفے پر پھینکی اور ٹیبل سے لیپ ٹاپ اٹھا کر بیڈ پر بیٹھتی کورین ڈرامہ

کا سب سے زیادہ رومینٹک ایپیسوڈ لگا کر بیٹھ گئی صنم جلدی سے بیڈ پر آتی خود پر کمبل لے کر گود میں تکیہ رکھ کر غور سے ڈرامہ دیکھنے لگی جیسے جیسے قسط آگے بڑھ رہی تھی صنم کے کانوں سے دھواں نکل رہا تھا ہاتھوں میں پسینہ آگیا ہوا تھا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے والا تھا۔ جبکہ مفرہ آرام سے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھی ہوئی تھی اور یشعرہ کی حالت کا سوچ کر پیٹ میں گدگدی ہو رہی تھی۔

قسط کے ختم ہوتے ہی صنم تیز ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ مفرہ کو دیکھنے لگی۔

"تم پوری پوری رات یہ دیکھتی رہتی ہو؟؟؟" صنم نے گھور کر پوچھا

"نہیں۔۔۔ میں تو ڈرامہ دیکھتی ہوں اب اس میں یہ سین آجاتے ہیں تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟" وہ کندھے اچکا کر کہتی بیڈ سے اٹھ کر ائیر پوڈز کانوں میں لگاتی باہر کی طرف بڑھی

"کہاں جا رہی ہو اب؟"

"کافی بنانے۔۔۔ تم پیو گی؟؟"

"نہیں۔۔۔ تم ہی پیو مجھے تو ویسے بھی اب نیند نہیں آنے والی کافی پی لی تو دو دن تک نیند نہیں آئے گی۔ صنم تکیہ سیدھا کرتی ہوئی بولی اور لیٹ گئی مفرہ فون پر گانا گاتی جھولتی ہوئی کمرے سے نکل گئی

رات کے دو بجے حویلی کے گیٹ پر گاڑی آکر رکی جس سے ایک شخص نکلا خوبصورت جوان دل کو چھو لینے والا بڑی بڑی ہیزل آنکھیں مغرور ناک ہلکی بڑھی ہوئی ڈارھی سفید رنگ۔۔۔ دائیں ہاتھ کی کلائی پر گھڑی اور بائیں کلائی پر چین پہنی ہوئی تھی وائٹ شرٹ کے اوپر بلیک لانگ کوٹ ساتھ بلیک پینٹ پہن رکھی تھی وہ گیٹ پر دستک دے کر رک گیا تھوڑی دیر بعد گیٹ کھلا تو چوکیدار خوف سے سہم گیا ابھی شام میں تو وہ حویلی آیا تھا اس کے بعد وہ کہیں باہر نہیں گیا تھا تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ پھر سے باہر سے آرہا ہو

چوکیدار نے سلام کیا وہ سر کو خم دیتا آگے بڑھ گیا وہ ہر چیز کو بہت دل چسپی سے دیکھ رہا تھا زنان خانے کے دروازے پر آکر وہ کھڑا ہو کر مسکرانے لگا۔اس چار دیواری کے اندر اس کی زندگیاں بستی تھیں۔

اس نے قدم اندر رکھا اور پورے لاؤنج پر نظر ڈالی سامنے زنان خانے کی تمام بتیاں گل تھیں صرف آتش دان کی آگ روشن تھی جس نے ہر طرف نیم روشنی کی ہوئی تھی

سیڑھیوں سے اترتی ماہ جبیں کو دیکھ کر آنے والے شخص کے قدم تھمے۔ مفرہ اپنی ہی دھن میں گنگناتی ہوئی سیڑھیاں اتر رہی تھی گاؤن کی ڈوری کھلی ہوئی تھی نائیٹی گھٹنوں سے اوپر اوپر تھی دائیں کندھے سے اس کا گاؤن ڈھلک گیا ہوا تھا وہ آ کر کچن میں غائب ہو گئی۔ اور وہ انسان اپنی جگہ سٹل۔۔۔۔

شاکڈ۔۔۔۔۔

دروازے پر دستک ہوئی تو خارب نے جلدی سے یشعرہ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا یشعرہ نے بہت ہاتھ پیر مارے صنم کی آواز پر اس نے بہت کوشش کی بولنے کی لیکن خارب خان اسے اپنے شکنجے میں قید کرتا اس کے منہ پر سختی سے ہاتھ رکھ کر دبا گیا

کچھ دیر بعد خاموشی چھائی تو اس نے یشعرہ کے منہ سے ہاتھ ہٹایا یشعرہ کا چہرہ تپ رہا تھا۔ سانس بے ترتیب ہو گئی تھی۔

خارب نے یشعرہ کی رعنائیوں کو دیکھا جہاں پر کل رات کے دیے ہوئے زخم ابھی تک تازہ تھے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر نرمی سے اس کے نشب و فراز کو چھوا دل میں ہلچل سی مچی

"کل تو تم پر ترس کھا کر چھوڑ دیا تھا لیکن آج میں تمہارے جسم سے خون کا ایک ایک قطرہ نچوڑ ڈالوں گا تمہاری گہرائیوں میں اتر کر تمہیں اس قدر بے بس کر دوں گا کہ زمین پر چلنے کے لیے بھی تمہیں میری باہوں میں آنا پڑے۔ خارب نے اپنی شرٹ اتار کر دور پھینکی

خارب خان نے اس کی کمر کے نیچے ہاتھ لے جا کر اسے اوپر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ سے اس کی دھڑکنوں کو پکڑ کر مسلا۔ یشعرہ نے تڑپ کر اسے دیکھا۔ خارب نے اس کی دھڑکنوں کو اپنے دانتوں میں دبا کر کھینچا۔ یشعرہ کا پورا جسم کانپ اٹھا۔

خارب کی گرفت نرم ہوئی تو یشعرہ نے اپنی پوری فورس لگا کر اسے دھکا دے کر بیڈ پر گرایا اور جلدی سے اٹھ کر اس کے اوپر آئی۔ خارب خان اس کی پھرتی دیکھ کر شاکڈ ہوا وہ بیڈ پر سیدھا لیٹا ہوا تھا اور یشعرہ اس کے اوپر ہوتی دونوں ٹانگیں اس کے اطراف میں رکھتی گھٹنوں کے بل اوپر ہوئی۔

"سمجھتے کیا ہیں آپ خود کو۔۔۔۔ میں کل سے چپ چاپ آپ کی شدتیں برداشت کر رہی ہوں تو آپ نے مجھے کمزور سمجھ لیا ہے۔۔۔ اگر آپ خان کی اولاد ہیں تو میں بھی ایک خان کی اولاد ہوں۔۔۔ آپ میرے انگ انگ میں اپنا جنون بھرنا شروع کریں میں آپ کے انگ انگ میں اپنی آگ بھر دوں گی۔۔۔ ایک ایسی آگ جس کے بنا آپ کے لیے سانس لینا دشوار ہو جائے۔۔۔ جو آگ مجھے لگی ہوئی ہے وہی آگ آپ کی روح میں لگاؤں گی۔۔۔ کمزور یا ڈرپوک سمجھنے کی غلطی مت کریں یشعرہ حامد اللہ خان ہوں میں۔۔۔۔ انتقام پورا پورا لیتی ہوں جو حال آپ نے میرا کیا ہے سود سمیت وہی حال اب میں آپ کا کروں

گی۔آج جو سوال مجھ سے پوچھے جارہے تھے کل آپ سے پوچھیں جائیں گے۔۔۔۔۔میں یشعرہ حامد اللہ خان اپنا کوئی بھی انتقام ادھورا نہیں چھوڑتی۔۔۔اور انتقام لینا بھی میں نے آپ خانوں سے ہی سیکھا ہے۔اس نے خارب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ایک ایک لفظ پیس پیس کر کہا۔ جسم کپکپانے لگا تھا۔

یشعرہ اپنے دونوں ہاتھ خارب کے سینے پر جمائے بیٹھنے اور لیٹنے کے انداز میں اس کے اوپر جھکی ہوئی تھی

وہ خارب کے چہرے پر جھکتی اس کا نچلا لب اپنے چھوٹے چھوٹے دانتوں میں جکڑ کر بڑی بے رحمی سے کاٹ گئی۔خارب کے لبوں سے ہلکی سی سی کی آواز نکلی۔ یشعرہ کے چہرے پر استھزائیہ مسکراہٹ آئی اس نے خارب کے سر کے پیچھے ہاتھ لے جاکر اس کے بالوں کو مٹھی میں بھر کر کھینچا۔خارب خان اپنے اوپر جھکی گھائل شیرنی کو دیکھ کر مسکرایا اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے تھوڑا اور اوپر کیا۔

یشعرہ اس کے نچلے لب کا حشر بگاڑ کر اوپر ہوتی اس کے پیٹ پر بیٹھ کر لمبے لمبے سانس لینے لگی خارب خان خمار میں ڈوبی آنکھوں سے اس کی دھڑکنوں کو دیکھنے لگا جو تیزی سے اوپر نیچے ہوتی دل بہکا رہی تھیں۔

یشعرہ نے خارب کے انداز میں اس کے جبڑے دبائے خارب خان ٹرانس کی کیفیت میں منہ کھول گیا۔یشعرہ نے اس کی زبان اپنے منہ میں لی اور اپنے موتیوں جیسے دانتوں سے کاٹنے لگی اس کی اس قدر بے رحمی پر خارب نے اسے بالوں سے پکڑ کر پیچھے کرنا چاہا مگر وہ دونوں ہاتھ اس کے سر کے پیچھے لے جا کر اسے مزید خود کے قریب کر گئی۔اس کی زبان پر جگہ جگہ دانت گاڑھنے کے بعد وہ پیچھے ہٹی اور اوپر چہرہ کرتے تیز تیز سانسیں بھرنے لگی۔

بس نکل گی ساری ہوا۔۔۔اتنا ہی جوش تھا تمہارے اندر سانس تو ٹھیک سے لے نہیں پا رہی اور چلی ہو بدلہ لینے۔۔۔" خارب نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ اس کی دھڑکنوں کو ہاتھ سے دباتے ہوئے کہا۔یشعرہ نے غصے سے خارب کی آنکھوں میں دیکھا اور اس کا ہاتھ جھٹکا پھر اس کی گردن پر جھکی۔۔۔اور بڑی

بے رحمی اور شدت سے اس کی گردن پر دانتوں سے گڑھیاں بنانے لگی ساتھ میں اپنی زبان سے اس کی گردن کو گیلا کر رہی تھی۔خارب نے اس کی کمر کے گرد ہاتھ رکھ کر زور سے دبایا اور دھیرے دھیرے اس کی گہرائیوں کو چھونے لگا۔یشعرہ نے غصے سے سر اٹھا کر دیکھا اور پھر اس کے سینے پر جھکتی جنگلی بلی ہونے کا ثبوت دینے لگی۔

خارب کی آنکھوں میں چمک تھی لیکن یشعرہ کے دانتوں سے تکلیف دینے پر سارا خون سمٹ کر چہرے پر آگیا تھا۔اس نے ایک بار بھی یشعرہ کو روکنے کی کوشش نہیں کی تھی وہ دیکھنا چاہتا تھا یشعرہ حامد اللہ خان انتقام کی آگ میں کس حد تک جا سکتی ہے۔

یشعرہ نے اپنی ایک ٹانگ اٹھا کر خارب کی ٹانگوں کے درمیان رکھی اور گھٹنا موڑتے ہوئے زوردار ٹھوکر خارب کی ٹانگوں کے درمیان ماری۔۔۔۔۔

خارب کی جان لبوں پر آئی اس نے غصے سے لال ہوتی آنکھوں سے یشعرہ کو دیکھا اور بالوں سے پکڑ کر چہرہ اوپر کیا۔یشعرہ کے بخار سے لال ہوتے چہرے پر

استھزائیہ مسکراہٹ تھی وہ خارب خان کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے تیز تیز سانس بھر رہی تھی۔کل رات خارب نے اس کی گہرائیوں پر تھپڑ مارا تھا آج اس نے گھٹنا مار کر حساب برابر کر دیا تھا۔

خارب نے اسے کندھوں سے پکڑ کر بیڈ پر پٹخا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا۔۔۔۔۔پاگل ہو گئ ہو۔۔۔۔۔"خارب نے اس کو دیکھتے ہوئے غرا کر کہا۔

خارب کے لال بھبھوکا چہرے پر تکلیف کے اثار دیکھ کر یشعرہ پاگلوں کی طرح اونچی آواز میں ہنسنے لگی۔

"ابھی آپ نے میرا پاگل پن دیکھا ہی کہاں ہے جنونِ خارب۔۔۔۔۔ابھی تو یشعرہ خان نے شروعات کی ہے۔۔۔۔"یشعرہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر اوپر ہوئی اور خود کو آخری پردے سے بھی آزاد کر دیا۔۔۔۔

اس کو اپنے سامنے برہنہ ہوتا دیکھ کر خارب خان کی رگوں میں خون بھڑکا۔۔۔وہ انتقام کی آگ میں اس حد تک آگے نکل جائے گی خارب نے سوچا بھی نہیں تھا وہ تو بس اسے تنگ کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ خود اس کے قریب آئے

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟؟آؤ نا۔۔۔ نچوڑو میرے انگ انگ سے خون روکو میری سانسوں کو میں تمہاری ہر خواہش پوری کروں گی تمہاری حوس کو بہت اچھی طرح سے کنٹرول کروں گی۔۔۔۔یشعرہ نے خارب کو کھینچ کر اپنے اوپر کیا اور اس کی گردن میں باہیں حمائل کرتی اس کی ناک سے ناک ٹکراتی خارب کی سانسوں میں گہری سانس لے کر بولی وہ دونوں اتنے قریب تھے کہ یشعرہ کی دھڑکنیں خارب خان کے سینے میں دھڑک رہی تھیں۔

یشعرہ تمام تمیز و تہذیب بھول کر اس کے لبوں سے اپنے لب لگا رہی تھی خارب کے تن بدن میں آگ لگ گئی آنکھیں جلنے لگی دل کرچی کرچی ہوا۔۔۔۔وہ اس کی محبت کو حوس سمجھ رہی تھی اسے اتنا گرا ہوا سمجھ رہی تھی کہ وہ اپنی ہی منکوحہ سے اپنی حوس کی آگ بجھائے گا۔

خارب نے یشعرہ کی باہیں اپنے گلے سے نکال کر جھٹکی اور اس کے اوپر سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔یشعرہ کے پیروں میں پڑا کمبل اٹھا کر اسکے جسم پر پھینکا۔اور گہرے سانس لیتا بالوں میں ہاتھ پھیر کر کمرے میں چکر لگانے لگا۔

یہ لڑکی اس کے اتنے امتحان لے گی اس نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔خارب نے سائڈ ٹیبل پر پڑا پانی کا جگ اٹھا کر دیوار پر دے مارا جگ ٹوٹ کر فرش پر کرچی کرچی بکھر گیا۔ایک پل کے لیے یشعرہ کا جسم لرزا لیکن پھر وہ خود کو مضبوط بنانے کی کوشش کرنے لگی

یشعرہ کی آنکھوں میں نمی آئی جسے وہ آنکھیں جھپک جھپک کر پیچھے دھکیلنے لگی اس نے کمبل پکڑ کر خود پر ٹھیک کیا اور کروٹ بدل کر لیٹ گئی۔وہ آج خارب کے ہاتھ کی کٹھ پُتلی نہیں بننا چاہتی تھی۔نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھوں سے آنسو نکل کر بالوں میں جذب ہونے لگے وہ بنا آواز کے آنسو بہا رہی تھی۔

خارب نے نیچے سے شرٹ اٹھا کر پہنی اور دروازے کی طرف بڑھا اس نے ایک بار بھی یشعرہ کی طرف نہیں دیکھا تھا۔

یشعرہ سر تک کمبل تانے آنکھیں موند کر لیٹی رو رہی تھی-خارب نے دروازے کے پاس آکر اسے کھولا مگر وہ نہ کھلا
صنم اور مفرہ کے بار بار ہینڈل گھمانے پر دروازہ باہر سے لاک ہو گیا ہوا تھا خارب نے بہت کوشش کی اسے کھولنے کی مگر وہ نہ کھلا اس نے غصے سے یشعرہ کی طرف دیکھا جو کمبل میں غروب ہو گئی ہوئی تھی

خارب نے بہت دفعہ کوشش کی دروازہ کھولنے کی آخر میں اس نے دو تین گالیاں دیتے ہوئے زوردار ٹھوکر دروازے پر ماری اور آکر صوفے پر بیٹھ گیا-
یشعرہ کا پورا جسم درد سے چور تھا اوپر سے دوائیوں کے اثر سے وہ غنودگی میں جا رہی تھی-
خارب خان کتنی دیر تک صوفے پر بیٹھا اسے دیکھتا رہا پھر آڑھا ترچھا ہو کر صوفے پر لیٹ گیا صوفہ چھوٹا سا تھا خارب کروٹ بھی نہیں بدل سکتا تھا ایک آدھ گھنٹے بعد اس کی برداشت ختم ہوئی اور کمر دکھنے لگی تو وہ اٹھ کر بیڈ کے پاس آیا
-

یشعرہ بیڈ کے درمیان پھیل کر پڑی ہوئی تھی خارب نے جھک کر اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے ایک طرف کیا اور بیڈ پر لیٹ گیا۔

یشعرہ سو چکی تھی خارب نے کمبل پکڑ کر اپنی طرف کھینچا یشعرہ کی آنکھ کھل گئی۔

یشعرہ نے غصے سے خارب کی طرف پلٹ کر دیکھا اور کمبل اپنی طرف کھینچا

خارب نے پھر سے کمبل اپنی طرف کھینچا۔۔۔یشعرہ نے اپنی پوری فورس لگا کر کمبل اپنی طرف کھینچا اس کے کمبل کھینچنے پر خارب نے جھٹکا دے کر کمبل چھوڑا۔ تو یشعرہ کمبل سمیت دھڑام سے بیڈ سے نیچے گری وہ منہ کے بل گری تھی

خارب کا قہقہ چھوٹا۔۔۔۔یشعرہ کی دھڑکنوں اور گھٹنے پر چوٹ لگی وہ کراہتی ہوئی تھوڑی اوپر ہوئی اور بے بسی سے رونے لگی۔۔۔

یشعرہ کو روتا دیکھ کر خارب پریشانی سے بیڈ سے اتر کر اس کے قریب نیچے زمین پر بیٹھا اور ہاتھ بڑھا کر اسے زمین سے اٹھاتا بیڈ پر لیٹا کر اس کے ساتھ ہی لیٹ گیا یشعرہ ابھی تک ہر پردے سے آزاد صرف کمبل اوڑھے ہوئے تھی۔ خارب نے

اپنی شرٹ اتاری اور اسے اپنے قریب کرتا خود بھی کمبل کے اندر آیا یشعرہ کا پورا جسم لرزنے لگا تھا وہ جلدی سے کروٹ بدل کر پشت خارب کی طرف کر گئی۔

خارب نے اس کے پیٹ پر ہاتھ لے جا کر اسے کھینچ کر اس کی پشت اپنے سینے سے لگائی اور اس کے بالوں میں چہرہ چھپا کر اس کے جسم کی خوشبو اپنے اندر اتارنے لگا یشعرہ زور سے اپنی آنکھیں میچے اس کی پناہوں میں کانپ رہی تھی۔ کچھ دیر پہلے وہ ایک گھائل شیرنی بنی ہوئی تھی کوئی بھی دیکھ مان ہی نہیں سکتا تھا کہ یہ وہ ہی یشعرہ خان ہے

یشعرہ نے اس کے ہاتھ اپنے پیٹ سے ہٹائے۔ خارب نے اس کے کندھوں پر تل دیکھتے دانت گاڑھے

"آوارا تو تم پہلے سے ہی تھی بے ہودہ اور بے حیا بھی ہو یہ آج پتہ چلا ہے۔۔۔"
خارب کے لفظ کسی تیر کی طرح اس کے جسم کو کاٹنے لگے

یشعرہ نے پھر سے رونا شروع کر دیا تھا۔وہ ہچکولے بھرتی نجانے کب سو گئی خارب بھی اس کے سونے کے بعد سو گیا تھا۔

****

حویلی میں آنے والا شخص کچن میں غائب ہونے والی پری کو دیکھ کر سانس تک روک گیا تھا۔۔۔۔اس نے تصویروں میں اسے دیکھا تھا لیکن تصویر اور حقیقت میں زمین آسمان کا فرق تھا وہ سچ میں کسی پریستان کی پری تھی۔

اس شخص کے چہرے پر دلفریب مسکراہٹ آئی وہ بہت ہلکے پھلکے قدم اٹھاتا کچن کے دروازے پر آکر رکا

مفرہ سامنے سلیب پر فون رکھے ہوئے تھی جس پر گانا پلے تھا گانے کی وڈیو دیکھ کر اس شخص کے جسم میں سپارک سا اٹھا مفرہ گانا گنگناتے ہوئے مگ میں کافی پھینٹ رہی تھی۔

وہ شخص چلتا ہوا اس سے دو قدم کے فاصلے پر آکر رکا۔اپنے پیچھے کسی کو محسوس کرتے ہوئے مفرہ کو لگا صنم آئی ہے۔

"صنم دیکھو۔۔۔لالا بھی آپی کو ایسے ہی کس کر رہے ہوں گے نا۔۔۔۔" مفرہ ٹھنڈی آہیں بھرتی پلٹی اور اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اس کے ہاتھ سے کافی کا مگ چھوٹ گیا-اس کا گاؤن کندھوں سے ڈھلک کر بازو پر جھول رہا تھا نائیٹی کے طور پر اس نے گھٹنوں سے اوپر آتی سلک کی ولگر نائیٹی پہنی ہوئی تھی جس کے بازو سلولیس تھے کندھوں پر باریک ڈوریاں تھیں نائیٹی کا گلا بہت گہرا تھا اس کی رعنائیاں اپنی آب وتاب سے چمک دمک رہی تھیں۔

"خا۔۔۔خا۔۔۔ر۔۔۔ب۔۔۔لا۔۔۔لا۔۔۔۔" اپنے سامنے کھڑے انسان کو دیکھ کر اس کی سانسیں بند ہونے لگی وہ شخص آگے بڑھا اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اس اپنے سینے سے لگایا۔ مفرہ پل میں بے ہوش ہوتی اس کی بانہوں میں جھول گی اور اس کے بازو پر پیچھے سلیب کی طرف لڑکھ گئ

اس شخص نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا تھا اور پھر جھک کر اس کی دھڑکنوں کے درمیان نرمی سے بوسہ دیا۔ آنکھیں گلابی ہو گئی تھیں اس نے تو کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا اس کا حویلی میں اس طرح کا استقبال ہو گا

وہ اس کی دھڑکنوں کے درمیان بوسہ دے کر پیچھے ہوا اور اپنا دوسرا ہاتھ بھی اس کی کمر میں ڈال کر اسے اوپر کرتے اپنے سینے میں بھینچا اس کے کندھے پر بکھرے بالوں میں چہرہ چھپا کر اس کے جسم سے اٹھتی بھینی بھینی خوشبو کو اپنی سانسوں سے اپنے اندر اتارا بلیک نائیٹی میں سفید چمکتا بے داغ بدن شعلہ جوالہ بنا ہوا تھا۔

وہ جب اس حویلی سے گیا تھا مفرہ خان صرف دو سال کی تھی اور آج جب وہ واپس آیا تھا تو وہ پوری قیامت بنی اس پر بجلیاں گرانے لگی تھی۔اس شخص کی نظر فون پر پڑی تو لب مسکرا اٹھے اور جھک کر اس کی گردن کو اپنے لبوں میں دبا کر ہلکا سا سک کیا۔دل تو کر رہا تھا اس کو کچا چبا جائے لیکن اس وقت وہ اس پر ایسا کوئی اختیار نہیں رکھتا تھا اس نے سلیب سے فون اٹھا کر جیب میں ڈالا اور مفرہ کو اپنی بانہوں میں اٹھا کر کچن سے نکلتا سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آیا۔اس کی نظریں بار بار مفرہ کے چہرے سے ہوتیں اس کی بیوٹی بون پر جاتیں۔اس شخص کا حلق خشک ہو گیا ہوا تھا مفرہ کے کمرے کے باہر آ کر اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا

اس نے غور سے کمبل میں گھسے ہوئے انسان کو دیکھا صنم کا تھوڑا سا چہرہ کمبل کے باہر تھا وہ دھیمے دھیمے قدم اٹھاتا بیڈ کے قریب آیا اور مفرہ کو آرام سے بیڈ پر لٹا دیا بیڈ پر لیٹا کر اس نے مفرہ کا ماتھا چوما اور جھک کر اس کے گاؤن کی ڈوری باندھی اور صنم کی طرف دیکھا جو خود پر کمبل تانے گہری نیند میں تھی وہ چلتا ہوا اس کی طرف آیا اور جھک کر نرمی سے اس کا ماتھا چوما پھر تھوڑا سا کمبل پکڑ کر مفرہ کے اوپر دیا اور تیزی سے کمرے سے نکل گیا وہ کمرے سے نکل کر خارب کے کمرے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ یشعرہ کے کمرے سے خارب اور یشعرہ کے لڑنے کی آواز آئی شعرہ کے بولے گئے لفظ اس انسان کے کانوں سے دھواں نکال گئے وہ لاحولا پڑھتا ہوا خارب کے کمرے میں چلا گیا۔

کمرے میں آکر اس نے گرم پانی سے شاور لیا خارب کی کبرڈ سے اپنے لیے ایک ٹی شرٹ اور اور ٹراوزر نکال کر پہنا-وہ تو اپنے خارب خان کے پہلو میں سونے آیا تھا لیکن خارب خان اپنی زہریلی منکوحہ کے پہلو میں سویا ہوا تھا وہ سوچ کر مسکراتا

ہوا بیڈ پر آ کر لیٹا پھر اٹھ کر ہیٹر آن کیا اور اوندھے منہ بیڈ پر گرتا مفرہ کو سوچنے لگا۔

****

رابعہ بیگم دس چکر صنم اور مفرہ کے کمرے کے لگا چکی تھیں لیکن وہ دونوں ایسے گدھے گھوڑے بیچ کر سوئی تھی کہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں رابعہ بیگم نے غصے سے کمبل کھینچا اور ان دونوں کا حلیہ دیکھ کر وہ صدمے سے سرخ پڑ گئی ایسا حلیہ تو کبھی رابعہ بیگم نے اپنے شوہر کے سامنے بھی نہیں بنایا تھا جس طرح کا حلیہ لے کر وہ دونوں پوری رات حویلی میں گردش کرتی رہتی تھیں

رابعہ بیگم نے پانی کا گلاس بھر کر دونوں کے اوپر پھینکا تو وہ دونوں ہڑبڑاتی ہوئی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ مفرہ نے سہمی نظروں سے رابعہ بیگم کو دیکھا

”تم دونوں نے آج پھر نماز نہیں پڑی اور یہ بے شرموں والا حلیہ لے کر پڑی ہوئی ہو کچھ شرم کرو تم لوگوں کا لالا حویلی میں ہے اگر اس نے تم دونوں کو اس حلیے میں دیکھ لیا تو تم دونوں کو تو آگ لگائے گا ہی ساتھ میں ہم بڑھی ماؤں کی بھی فاتحہ خوانی کروا دے گا۔۔۔اب اٹھو اور انسان بن کے نیچے آو۔۔۔“ رابعہ

بیگم غصے سے ڈانٹ کر نیچے چلی گئیں صنم جمائیاں لیتی پھر سے لیٹ گئی لیکن مفرہ۔۔۔خارب کے ذکر پر اس کا جسم ٹھنڈا پڑ گیا ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمک اٹھی-وہ رات کو کچن میں کافی بنا رہی تھی خارب نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے قریب کیا تھا اس کے بعد کیا ہوا تھا اسے کچھ یاد نہیں آ رہا تھا

یشعرہ ابھی تک برہنہ خارب کے اوپر لیٹی اس کی گردن میں باہیں ڈالے گہری نیند میں تھی۔خارب نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے ساتھ چپکا یا ہوا تھا دروازے پر زور زور سے ہوتی دستک پر خارب کی آنکھ کھلی اس نے سر اٹھا کر اپنے اوپر سوئی پری پیکر کو دیکھا اور پھر دروازے کو

""یشعرہ دروازہ کھولو۔۔۔""فرحت بیگم کی آواز پر خارب کی نیند بھک سے اڑ گئی۔یشعرہ اس کے سینے پر سر رکھے اس کے وجود کا حصہ بنی گہری نیند میں تھی خارب نے سر اٹھا کر پہلے یشعرہ کا چہرہ دیکھا پھر دروازے کی طرف۔۔۔

"یشعرہ۔۔۔۔۔یشعرہ اٹھو۔۔۔۔" خارب خان اس کے چہرے کے قریب ہو کر دھیمے لہجے میں یشعرہ کو اٹھانے لگا خارب نے ایک ہاتھ اس کی کمر پر رکھ کر اسے ہلایا۔

یشعرہ اوں آں کرتی ہلکا کسمسائی اور لب خارب کے سینے پر رکھتی پھر سے سو گئی۔

خارب کی دھڑکنوں نے رفتار پکڑی۔۔۔۔۔دروازہ ایک بار پھر سے دھڑ دھڑ بجنا شروع ہو گیا۔

"یشعرہ میری جان اٹھو۔۔۔۔دیکھو تمہاری ساس کس قدر جلال میں ہے اگر ابھی دروازہ نہ کھلا تو یقیناً اگلے پل میں توڑ دیں گی۔۔۔۔" خارب دانت کچکچا کر اس کو جھنجوڑتے ہوئے مسکرا کر بولا۔

یشعرہ کا بخار اتر چکا تھا رات کو اپنی آخری حد تک اس نے جان ماری کی تھی اس وقت وہ دنیا جہان سے بیگانی اپنے محبوب کی بانہوں میں سو رہی تھی خارب کے جھنجوڑنے پر وہ ہڑ بڑا کر اٹھی۔ان دونوں کے وجود پر کمبل تھا یشعرہ نے مشکل سے آنکھیں کھول کر خارب کی طرف دیکھا اور تمام ناراضگی بھولائے پھر سے اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔

"مجھے سونا ہے ابھی۔۔۔" وہ نیند میں ڈوبی آواز سے بولی۔خارب کے دل میں سکون اترا وہ خود اس کی پناہوں میں سکون تلاش کر رہی تھی۔

خارب کے کچھ بھی کہنے سے پہلے ایک بار پھر سے دروازہ بجا اور ساتھ میں فرحت بیگم کی رعب دار آواز گونجی۔۔۔

"یشعرہ لگتا ہے تمہارا بخار ٹانگوں پر زیادہ اثر کر گیا ہے جو تم اٹھ کر دروازہ نہیں کھول پا رہا۔۔۔ لیکن تم فکر نہ کرو ہم نے دروازہ تڑوانے کا واسطہ گل خان کو بلایا ہے۔۔۔۔" یشعرہ مستی میں خارب کے سینے سے لپٹی ہوئی تھی فرحت بیگم کی فکر مندانا گرج پر اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھولی اور سر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا حارب پر سکون ہو کر لیٹ گیا ہوا تھا۔وہ جانتا تھا اب یشعرہ خود ہی اسے چھپانے کی کوشش کرے گی۔

"خا۔۔خارب۔۔۔ مورے۔۔۔۔" اس نے رونی صورت بنا کر بے بسی سے خارب کی طرف دیکھا

"میں تو فارسی بول رہا ہوں یا پھر لگتا ہے میری دفعہ تم بہری ہو جاتی ہو مورے کی آواز آ گئی لیکن میں جو کب سے تمہیں آوازیں دے رہا ہوں وہ نہیں

آئی۔۔۔۔" خارب نے اسے کندھے سے پکڑ کر بیڈ کراؤن کے ساتھ اوپر کر کے بٹھایا اور اس کے اوپر کمبل اوڑھایا یشعرہ دونوں ہاتھوں سے اپنے سینے سے کمبل جکڑ گئی۔

خارب تیزی سے بیڈ سے اٹھ کر ڈریسنگ روم میں گیا اور یشعرہ کا گلابی پیروں کو چھوتا کرتا اٹھا کر لے آیا اس کرتے کے کاج گھٹنوں تک آتے تھے۔اس نے یشعرہ کے سامنے بیڈ پر رکھا۔.

"اسے جلدی سے پہنو اور دروازہ کھولو جا کر۔۔۔۔۔" خارب نے زمین پر جھک کر یشعرہ کی پھٹی ہوئی فراک بلاؤز کیپری اٹھا کر بیڈ کے نیچے پھینکی اور اپنی شرٹ اٹھا کر پہنی۔۔۔

"خارب۔۔۔۔" یشعرہ نے خارب کی طرف دیکھ کر بے بسی سے کہا۔

"یشعرہ اٹھو پہلے دروازہ کھولو اور مورے کو واپس بھیجو۔۔۔" خارب نے سختی سے کہا۔یشعرہ تیزی سے کرتا پہن کر بیڈ سے اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھی۔

خارب واش روم میں چلا گیا تھا۔یشعرہ نے دروازہ ان لاک کیا اور اسے کھولنے کی کوشش کی مگر وہ نہ کھلا۔۔

”مم مورے دروازہ باہر سے لاک ہے باہر سے کھولیں۔۔۔۔“یشرہ نے پورے کمرے میں نظر ڈالی خارب خان کہیں نہیں تھا وہ مطمئن ہوتی فرحت بیگم کو اونچی آواز میں بولی۔۔۔

”باہر سے کیسے لاک ہو گیا دروازے کے ہاتھ پاؤں تو ہیں نہیں جو یہ خود ہی لاک ہو گیا۔۔۔۔“فرحت بیگم کے تپ کر کہنے پر یشعرہ بوکھلائی۔

”مورے میں سچ کہہ رہی ہوں دروازہ باہر سے لاک ہے۔۔۔“

”اچھا اچھا ہم کھلواتا ہے صبر کرو تم۔۔۔“فرحت بیگم نے یشعرہ سے کہا۔

رابعہ بیگم نے ریلنگ پر جھک کر صابرہ کو آواز دی کہ فرحت بیگم کے کمرے کی کبرڈ میں تمام کمروں کی ایک ایک چابی پڑی ہوئی ہے وہ لے کر آؤ۔

صابرہ چابیاں لے کر آئی تو رابعہ بیگم نے دروازہ کھولا۔یشعرہ سامنے ہی کھڑی بے چین سی تھی۔فرحت بیگم نے کمرے میں داخل ہوتے پورے کمرے پر نظر

ڈالی اور آگے بڑھ کر یشعرہ کے پاس آئیں یشعرہ کا بکھرا بکھرا سا حلیہ انہیں بہت کچھ سمجھا گیا تھا۔

یشعرہ نے نظریں جھکا کر بہت نرمی سے سلام کیا۔ فرحت بیگم نے سر کے خم سے جواب دیا رابعہ بیگم نے یشعرہ کا ماتھا چھوا جس پر پسینے کی بوندیں چمک رہی تھیں۔

''کیسا طبیعت ہے تمہارا؟'' فرحت بیگم نے نیچے سے لے کر اوپر تک یشعرہ کا معائنہ کیا۔ نیند میں ڈوبی آنکھیں بکھرے بال۔۔۔۔ لیکن کرتے پر ایک بھی سلوٹ نہیں تھی۔

''مم میں ٹھیک ہوں مورے۔۔''

چلو اچھا بات ہے تم آؤ ہمارے ساتھ نیچے آج ہم مل کر ناشتہ کرے گا''

''نیچے۔۔۔۔ نن نہیں مورے مم میں ابھی سو کر اٹھی ہوں اور ابھی تو میں نے فریش بھی ہونا ہے آپ لوگ چلیں میں تھوڑی دیر تک آتی ہوں۔۔''''

یشعرہ نے بہت مشکل سے مسکرا کر کہا۔

''اچھا۔۔۔۔ جلدی آنا''

"جی"فرحت بیگم کے مان جانے پر یشعرہ نے دل میں لاکھ لاکھ شکر ادا کیے کیونکہ اس نے کرتے کے نیچے کچھ بھی نہیں تھا پہنا ہوا۔

"یہ کرتا تم پر خوب جچتا ہے۔۔یہ تم ابھی پہنا ہے؟"فرحت بیگم نے مسکرا کر یشعرہ کے چہرے کی طرف دیکھا ہونٹوں پر پہلے سے بھی زیادہ گہرے نیل تھے۔

"نن نہیں مورے۔۔۔یہ تو میں نے رات کو پہنا تھا۔یشعرہ کے منہ میں جو آیا وہ جلدی سے بول گئی۔

"یہ تم رات کو پہن کر سویا تھا؟؟"فرحت بیگم نے حیرانگی سے دوبارہ پوچھا۔

ان کے اس طرح پوچھنے سے یشعرہ نے ہڑ بڑا کر جلدی سے ہاں میں سر ہلایا۔

"کمال ہے بچہ یہ تم رات کو پہن کر سویا تھا اور اس پر ایک بھی سلوٹ نہیں پڑا.... لگتا ہے تم ایک ہی جگہ پر جم کر سویا رہا ہے یا پھر کھڑا ہو کر۔۔۔ورنہ ہمارا پورا زندگی میں ایسا نہیں ہوا کہ ہم رات کو کوئی کپڑا پہن کر سوئے اور صبح تک اس کا استری خراب نہ ہو۔"۔۔۔فرحت بیگم نے خوب کر دی تھی یشعرہ کو راستہ نہیں مل رہا تھا اپنی صفائی پیش کرنے کا۔۔۔۔رابعہ بیگم خوش اور مطمئن تھیں خارب یشعرہ پہ توجہ دے رہا تھا ورنہ ان کو یشعرہ کا نصیب بھی اپنی طرح کا لگتا

تھا۔ وہ ہر نماز کے بعد یشعرہ اور خارب کی خوشگوار زندگی کے لیے دعا مانگتی تھیں۔ یشعرہ کے جسم اور چہرے پر نشان دیکھ کر وہ پر سکون تھیں لیکن ان کی شادی سے پہلے وہ بھی نہیں چاہتی تھیں کہ دونوں میں فزیکل ریلیشن بنے۔

رابعہ بیگم صابرہ کے ساتھ مل کر بیڈ کی چادر ٹھیک کرتے ہوئے مشکل سے اپنی ہنسی روک رہی تھیں۔ رابعہ بیگم کے ہاتھ سے تکیہ چھوٹ کر نیچے فرش پر گرا تو وہ اٹھانے کے لیے نیچے جھکی۔ اچانک سے ان کی نظر بیڈ کے نیچے پڑے یشعرہ کے کپڑوں پر پڑی بلاؤز کو دیکھ کر ان کا رنگ لال سرخ ہو گیا۔ انہوں نے یشعرہ کی طرف دیکھا جو التجائی نگاہوں سے ان کو چپ رہنے کا کہہ رہی تھی۔

"لگتا ہے یشعرہ بٹیا رات کو بیڈ پر کبڈی کا کھیل کھیلتا رہا ہے یہ دیکھو بی بی صاب بیڈ کا چادر درمیان سے پھٹا ہوا ہے" صابرہ نے رابعہ بیگم اور فرحت بیگم کو دیکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔ یشعرہ کا دل چاہا کمرے کی دیواروں سے سر پھوڑنا شروع کر دے۔ رات کو جب وہ خارب پر جنگلی بلی بن کر ٹوٹی ہوئی تھی اس وقت اس کے دائیں پاؤں کے پنجے سے چادر پھٹ گئی تھی لیکن اس وقت یشعرہ نظر انداز کرتی

اپنا انتقام لینے کے لیے خارب خان پر ٹوٹی ہوئی تھی اس کو صرف خارب سے اپنا بدلہ لینا تھا اس کے لیے وہ کسی بھی حد تک جاسکتی تھی۔

واش روم سے پانی گرنے کی آواز آئی تو فرحت بیگم اور رابعہ بیگم کو کھٹکا لگا۔

"یشعرہ واش روم میں کون ہے؟" رابعہ بیگم نے بیڈ کی چادر اتارتے ہوئے مصروف سے انداز میں پوچھا اور اشارے سے صابرہ کو جانے کا کہا۔

"وو۔۔۔واش۔۔۔۔واش روم میں۔۔۔۔۔۔کک کوئی۔۔۔۔کوئی بھی نہیں ہے ماما وہ تو میں نے پانی کا نل کھولا تھا شش شاید بند کرنا بھول گی۔یشعرہ نے بہت مشکل سے اٹک اٹک کر کہا۔

"رابعہ چھوڑو تم یہ کام وام زرا اپنا لاڈلا کو تو جگاؤ۔۔۔۔" فرحت بیگم نے آنکھوں کے اشارے سے رابعہ بیگم کو خارب کے کمرے میں جانے کے لیے کہا۔

یشعرہ کا رنگ فق ہو گیا اس نے سٹپٹا کر فرحت بیگم اور رابعہ بیگم کو دیکھا اور ہاتھ ملتی ادھر ادھر دیکھنے لگی وہ تو آج خارب کو کٹہرے میں کھڑا ہو تا دیکھنا چاہتی تھی

لیکن ہائے رے پھوٹی قسمت پھر سے وہ خود ہی کٹہرے میں کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔

رابعہ بیگم اپنی ہنسی روکتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔یشعرہ پہلو پر پہلو بدل رہی تھی ابھی رابعہ بیگم آ کر کہیں گی خارب کمرے میں نہیں ہے اور فرحت بیگم جم کر بیٹھ جائیں گی کمرے میں یا پھر واش روم کا دروازہ ہی تڑوادیں گی۔

یشعرہ قدم قدم چلتی بیڈ پر بیٹھ کر واش روم کے دروازے کو گھورنے لگی۔

رابعہ بیگم خارب کے کمرے میں آئیں تو خارب کو سامنے بیڈ پر اوندھے منہ سویا ہوا دیکھ کر حیران رہ گئیں۔اور اپنے ماتھے پر ایک ہلکا سا تھپڑ مارا۔وہ خوامخواہ ان پر شک کر رہی تھیں۔

رابعہ بیگم مسکرا کر آگے بڑھیں اور بیڈ پر سوئے ہوئے انسان کے بالوں پر نرمی سے ہاتھ پھیر کر بوسہ دیا۔

"خارب۔۔۔۔اٹھ جاؤ میرا بیٹا آج تم نے نماز بھی نہیں پڑھی بھابھی بہت غصے میں ہیں اٹھ جاؤ شاباش۔۔۔۔" وہ نرمی سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر کہتی کمرے سے چلی گئیں۔بیڈ پر سوئے انسان کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ

آئی۔ بہت سالوں بعد اسے یہ پیار نصیب ہوا تھا یہ نرم نازک ہاتھ نصیب ہوئے تھے وہ کیسے نہ اٹھتا۔

"وہ شخص اٹھ کر بیٹھ گیا اور مسکراتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے وہ باہر گئی تھیں۔ وہ حیران تھا ان کی چھوٹی مورے آج بھی نہیں بدلی تھیں آج بھی وہ اتنے ہی پیار اور اخلاق سے بولتی تھیں۔

وہ اٹھ کر ڈریسنگ روم میں گیا اور اپنے لیے کالے رنگ کا ٹراوزر اور شرٹ نکالی ساتھ میں ایک مردانہ گرم شال بھی نکالی۔ اور ڈریسنگ روم سے نکل کر واش روم میں بند ہو گیا۔

****

رابعہ بیگم کے جاتے ہی فرحت بیگم نے پورے کمرے پر نظر ڈالی اور چلتی ہوئی صوفے پر بیٹھ گئیں۔

"ہمارا اولاد میں اتنا بھی تمیز نہیں رہا کہ بڑوں کو بیٹھنے کا ہی کہہ دیں۔" آج فرحت بیگم نے قسم کھالی تھی اسے بھگو بھگو کر مارنے کی یشعرہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔ انہوں نے کرتے کی کاج کے نیچے سے یشعرہ کی پنڈلیاں نظر آتی دیکھ لی

تھیں ان کا رنگ سرخ پڑ گیا تھا۔ ان کی اولاد بے شرمی کے سارے ریکارڈ توڑ کر رہے گی۔ وہ کمرے میں نظر گھاتی خود کو پر سکون کرنے لگی تھیں۔ یشعرہ نے صرف پیروں کو چھوتا کرتا پہنا ہوا تھا یہ سوچ سوچ کر فرحت بیگم کا حلق خشک ہو رہا تھا۔

رابعہ بیگم کمرے میں داخل ہوئی تو ان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"بھابھی میں نے خارب کو اٹھا دیا ہے۔۔۔ آپ زرا ساتھ والے کمرے میں راؤنڈ لگائیں۔۔۔ میری تو سنتی نہیں دونوں۔۔۔" فرحت بیگم کے گھٹنوں میں درد رہتا تھا ان کے لیے سیڑھیاں چڑھنا انتہائی مشکل ہوتا تھا اس لیے رابعہ بیگم ہی زیادہ تر اوپر کے چکر کاٹتی تھیں

خارب کا اپنے کمرے میں موجود ہونا فرحت بیگم کے لیے باعثِ اطمینان تھا لیکن یشعرہ کے لیے زوروں کا جھٹکا تھا وہ بے یقینی سے منہ کھولے اپنی ماما کو دیکھنے لگی۔

”پانچ منٹ میں تم ہم کو نیچے نظر آؤ۔۔۔۔“فرحت بیگم رعب سے کہتی اٹھ کر کمرے سے نکل گئیں یشعرہ لمبے سانس بھرتی خدا کا شکر ادا کرتی اٹھی اور تیزی سے دروازہ لاک کیا۔

”یہ جنگلی خان میرے پلے ڈال دیا ہے اور اب مجھے ہی باتیں سناتی ہیں ایک بار میری المیر سے بات ہو جائے پھر دیکھتی ہوں یہ کیسے مجھے طلاق نہیں دیتا۔۔۔۔آج تک تو اسے یاد نہیں تھا کہ میری کوئی منکوحہ بھی ہے اب جب میں پھر سے اسے لالا کہنے لگی ہوں تو یہ مجھ سے اپنی ضرورت پوری کرنے آ گیا۔۔۔۔میں کوئی دل بہلانے کا سامان نہیں ہوں تمہیں تو ایسا تڑپاؤں گی کہ پوری زندگی سکون کو ترس گئے۔۔۔۔۔“یشعرہ غصے سے بڑبڑاتی ڈریسنگ روم میں گی ٔاور اپنے لیے نیلے رنگ کا گرم جوڑا ایک شال اور سیوٹر لے کر کمرے میں آئی اور ان کو بیڈ پر رکھ کر واش روم کے دروازے کو گھورنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد واش روم کا دروازہ کھلا اور خارب نے سر باہر نکال کر یشعرہ کو دیکھا جو صوفے پر بیٹھ کر اسی کو گھور رہی تھی۔

"یشعرہ جاؤ میرے کمرے سے میرے لیے کپڑے لے کر آؤ۔۔۔میں یہ کپڑے دوبارہ نہیں پہن سکتا۔" خارب نے مسکرا کر آہستہ آواز میں کہا۔

یشعرہ نے ابرو اچکا کر خارب کو دیکھا بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔

"میں آپ کی ملازمہ نہیں ہوں۔۔۔میں تو نہیں جارہی خود ہی چلے جائیں نا مجھے کیوں بھیج رہے ہیں" یشعرہ نے تپ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

خارب کو پہلے تو غصہ آیا لیکن پھر چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

"مشورہ اچھا ہے میں ہی پاگل تھا جو تم جیسی منہ پھٹ اور پھوہڑ لڑکی کو کام بول بیٹھا یہ کام تو ملازمائیں کرتی ہیں۔۔۔۔ایک کام کرتا ہوں میں ننگا ہی باہر آجاتا ہوں اور جو کام میں نے رات کو ادھورا چھوڑ دیا تھا وہ پورا کر لیتے ہیں اور اس بار تو کوئی چیز رکاوٹ بھی نہیں بنے گی بس تم یہ چولا اتار دو۔۔۔۔خارب خمار میں ڈوبی آواز سے کہتا مسکرا کر اسے دیکھنے لگا۔

خارب کی بات کا مطلب سمجھ کر یشعرہ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے وہ آنکھیں پھاڑے خارب کو دیکھنے لگی۔

”میں دس تک گنوں گا اگر تم نہ گئی تو میں ایسے ہی باہر آجاؤں گا اور اس کے بعد کیا ہوگا یہ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

”یور ٹائم سٹارٹ ناؤ۔۔۔۔۔“

”ٹک ٹک ون۔۔۔۔“ خارب کے ون کہنے پر وہ اچھل کر صوفے سے اٹھی اور باہر کی طرف دوڑ لگائی۔ اسے اس طرح سے جاتا دیکھ کر خارب کا دماغ سنسنا اٹھا۔

”روکو۔۔۔۔“ خارب کی بھاری غصے سے بھری آواز نے یشعرہ کے قدموں کو بریک لگائی اس نے دل پر ہاتھ رکھتے سہم کر خارب کی طرف دیکھا۔

”تم مجھے مجبور کر رہی ہو یشعرہ کہ میں ہر وہ کام کر گزروں جو میں ابھی نہیں چاہتا۔۔۔۔“ خارب کے اس طرح غصہ ہونے پر یشعرہ حیران رہ گئی۔ اب تو اس نے خارب کی بات مان لی تھی پھر کون سا اُبال اس جنگلی خان میں اٹھ رہا تھا وہ پریشانی سے خارب کا چہرہ دیکھنے لگی۔

”قمیض کے نیچے کچھ پہنو اور سینے پر شال اوڑھ کر باہر جاؤ۔“ خارب کی بات کا مطلب سمجھتی یشعرہ شرمندگی سے ڈریسنگ روم میں گئی اور کرتے کے نیچے

شلوار پہن کر باہر آئی بیڈ پر پڑی چادر اٹھا کر اپنی دھڑکنوں پر اوڑھی اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

****

فرحت بیگم مفرہ اور صنم کے کمرے میں آئیں۔مفرہ پریشانی سے بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی ہوئی تھی بال کھلے ہونے کی وجہ سے سینے اور کمر پر بکھرے ہوئے تھے صنم کمبل میں دبک کر خراٹے لے رہی تھی۔

"ماشاءاللہ۔۔۔ماشاءاللہ ہمارا بچیاں کتنا عقل مند ہو گیا ہے۔۔۔ادھا ادھورا کپڑا پہن کر بے شرموں کی طرح پورا دن سوتا رہتا ہے تم دونوں کو شرم چھو کر بھی کبھی گزرا ہے یا نہیں۔۔۔مفرہ نے فرحت بیگم کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ زور کی لات صنم کے پیٹ میں ماری اور اس سے کمبل چھین کر اپنے اوپر لے لیا۔

صنم کراہتی ہوئی اٹھ کر بیٹھی اور اپنے سامنے مورے کو کھڑا دیکھ کر آنکھیں مل کر غور سے دیکھنے لگی۔اس کے اس طرح آنکھیں ملنے پر فرحت بیگم کو اور تپ چڑھی۔

"رابعہ اپنا جوتا تو اتار کر دو ہم اس کو زرا ہوش میں تو لے کر آئے۔۔۔۔"

فرحت بیگم کی گرج دار آواز پر صنم جلدی سے بیڈ سے اٹھ کر کھڑی ہوئی کیونکہ فرحت بیگم سے کسی بھی چیز کی توقع کی جاسکتی تھی جوتوں سے مارنا کون سا مشکل کام تھا۔۔۔۔

"مم مورے۔۔۔۔ مم میں۔۔۔۔ میں تو اٹھی ہوئی تھی یہ مفی نہیں اٹھ رہی تھی اس لیے میں بھی لیٹ گئی----"صنم کے جھوٹ بولنے پر مفرہ خونخوار نظروں سے اسے گھورنے لگی۔

"پانچ منٹ ہیں تم دونوں کے پاس نیچے آنے میں ورنہ ہم دوبارہ اوپر آگیا تو تم دونوں کو پکا پکا قبر میں سلا دے گا---اور اپنا یہ ننگا پنگا کپڑا ہمیں اتار کر دو ہم آج ہی اس کو آگ لگائے۔۔۔ نحوست پھیلا رکھا ہے پورا گھر میں۔۔۔۔"فرحت بیگم ان کی کتے خانی کرتی رابعہ بیگم کے ساتھ نیچے چلی گئیں اور صنم مفرہ کے ڈر سے اپنے کپڑے لے کر جلدی سے واش روم میں بند ہو گئی۔

مفرہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھی ہوئی تھی کہ اچانک سے اسے اپنا فون یاد آیا اور پھر فون پر چلتی وڈیو۔۔۔۔ شرم سے ڈوب کر مر جاؤ مفرہ خان۔۔۔ لیکن

ڈوبنے کے لیے بھی شرم کا ہونا ضروری تھا جو بقول فرحت بیگم کے کبھی انہیں چھو کر بھی نہیں گزری تھی۔

مفرہ نے بیڈ ٹیبل ڈریسنگ ٹیبل صوفے بیڈ کے نیچے ہر جگہ موبائل ڈھونڈا لیکن اسے نا ملا۔ ملتا بھی کیسے وہ یہاں ہوتا تو ملتا نا۔۔۔۔

مفرہ کے پسینے چھوٹ گئے اسے لگا شاید اس کا فون مورے کے ہتھے چڑھ گیا ہے اسی لیے اتنی خطرناک بنی ہوئی ہیں۔۔۔۔ مفرہ نے سے صوفے پر پڑی شال اٹھا کر اپنے اوپر اوڑھی اور باہر کی طرف دوڑ لگائی

****

یشعرہ خارب کے کمرے میں آئی اور ڈریسنگ روم سے سفید رنگ کا کرتا اور شلوار ساتھ میں بیڈ پر پڑی گرم شال اٹھا کر کمرے سے نکلنے لگی۔ پھر واش روم سے پانی کے گرنے کی آواز آتی سن کر رکی اس نے پریشانی سے دروازے کی طرف دیکھا۔ پھر صنم یا مفرہ کا خیال کرتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔ کہ ہو سکتا ہے صنم یا مفرہ میں سے کوئی ادھر ہو۔۔۔۔

وہ کمرے میں آئی اور دروازہ لاک کرتی تیزی سے واش روم کے پاس آکر دروازہ بجانے لگی۔۔۔خارب نے تھوڑا سا دروازہ کھولا اور یشعرہ نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس کے سامنے کپڑے کیے-خارب نے کپڑے پکڑنے کی بجائے یشعرہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔یشعرہ نے گھبرا کر دروازے کی طرف دیکھا اور اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی۔خارب اس کے ہاتھ کی پشت پر لب رکھتا اس کی انگلیوں کو ایک ایک کرکے اپنے منہ میں لیتا نرمی سے کاٹنے لگا-

"خارب۔۔۔ہاتھ چھوڑیں میرا۔۔۔"یشعرہ نے مزاحمت کرتے ہوئے بھرائی آواز میں کہا۔

خارب ان سنی کرتا اس کے بازو سے کرتے کی سلیو زاوپر کرتا اس کی نرم نازک سفید کلائی کو اپنے لبوں میں دبا کر سک کرنے لگا۔

یشعرہ دوسرے ہاتھ سے دروازے کا ہینڈل مضبوطی سے تھام گئی۔خارب نے اس کی کلائی پر دو تین لو بائیٹ بنائی اور آخر میں ہلکے سے دانت گاڑے۔۔یشعرہ کے لبوں سے سی کی آواز نکلی۔خارب نے مسکرا کر اس کی کلائی چھوڑی اور دروازہ بند کر دیا

وہ کپڑے پہن کر باہر آیا ساتھ میں مسکراتے ہوئے بالوں میں یشعرہ کا تولیہ رگڑ رہا تھا۔یشعرہ خونخوار بلی بنی غصے سے صوفے پر بیٹھی اسے گھور رہی تھی خارب بالوں میں تولیہ رگڑتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور مسکراتے ہوئے مرر میں یشعرہ کو دیکھنے لگا۔یشعرہ کی غصے سے لال ہوتی شکل دیکھ کر خارب کو ہنسی آرہی تھی اس نے ہاتھ میں پکڑا تولیہ یشعرہ کی طرف پھینکا جو اڑتا ہوا سیدھا آکر یشعرہ کے چہرے پر گرا۔یشعرہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی اس نے تولیہ اٹھا کر زمین پر پٹخا اور غصے سے خارب کی طرف دیکھا۔خارب کو یشعرہ کا رویہ بہت برا لگا بالوں میں برش کرتے ہوئے اس کے ہاتھ رکے اس نے غصے سے یشعرہ کو دیکھا اور ڈریسنگ ٹیبل پر برش پٹخا اور یشعرہ کے سر پر آکر کھڑا ہوا۔

"اتنی اکڑ کس بات کی ہے تم میں ؟؟؟ تمہیں جتنا پیار سے ڈیل کر رہا ہوں تم اتنی ہی سر پر چڑھتی جا رہی ہو......" خارب نے اس کے اوپر جھک کر اس کا جبڑا دبوچا۔یشعرہ کی آنکھوں میں غصے کے ساتھ ساتھ آنسو بھی آگئے۔

خارب نے اس کا جبڑا دبا کر چھوڑا یشعرہ صوفے کی پشت سے لگتی رونے لگی۔

”آپ کو جو کرنا ہے کر لیں میں آپ کی قید میں نہیں رہوں گی اور شادی کا خیال اپنے دل سے نکال دیں میں کبھی آپ سے شادی نہیں کروں گی میں بہت جلدی اس حویلی سے بھاگ جاؤں گی۔۔۔۔۔۔۔“یشعرہ تڑخ کر کہتی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑی ہو گئی۔خارب کے دماغ کی رگیں بھڑک اٹھی اس نے یشعرہ کو صوفے پر دکھا دیا یشعرہ صوفے پر گری خارب نے جھک کر اس کی ٹانگیں صوفے کے اوپر کی اور خود بھی اس کے اوپر آ گیا۔یشعرہ مزید کوئی بکواس کرتی خارب نے اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں دبا کر اس کی سانس روک دی اور اپنا ایک ہاتھ اس کی کمر کے نیچے لے جا کر اسے اوپر کیا اور دوسرے ہاتھ سے اس کی دھڑکنوں کو پکڑ کر مسلا۔یشعرہ کے نشیب و فراز پر پہلے ہی زخم تھے خارب کی اس قدر بے رحمی پر وہ تڑپ کر رہ گئی اس نے خارب کے کندھوں پر اپنے ناخن مارتے ہوئے اسے پیچھے کرنے کی کوشش کی مگر وہ پیچھے ہونے کی بجائے اور سختی سے اس کی دھڑکنوں کو دبانے لگا یشعرہ کا سانس بند ہونے لگا تھا تکلیف کے باعث اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے خارب نے اپنی سرخ ہوتی آنکھیں

کھول کر یشعرہ کی آنکھوں میں دیکھا جو اپنی پوری کی پوری آنکھیں کھولے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

خارب نے اس کا نچلا لب اپنے دانتوں میں دبا کر کھینچا یشعرہ کے چہرے پر تکلیف کے اثار دیکھ کر وہ پیچھے ہوا اور اس کے کرتے کے اوپر سے ہی اس کی دھڑکنوں پر جھک گیا یشعرہ کے مزاحمت کرتے ہاتھ اس نے اپنے ایک ہاتھ میں پکڑ کر سر کے اوپر لاک کر دیے اور اس کی دھڑکنوں کو اپنے دانتوں میں دبا کر زور زور سے سک کرتا کھینچنے لگا۔ یشعرہ کے زخموں سے ہلکا ہلکا خون رسنے لگا۔ اس کے کرتے پر خون کے سرخ دھبے دیکھ کر خارب اوپر ہوا اور گہری سانس بھری اس نے یشعرہ کے چہرے کی طرف دیکھا۔

یشعرہ آنکھیں بند کیے تکلیف سے کراہ رہی تھی۔ جسم کے نازک حصے پر اس حد تک بے رحمی اسے بے جان کر گئی تھی جسم سن ہو چکا تھا۔ آنکھوں سے آنسو نکل کر بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔

خارب نے ہاتھ نیچے لے جا کر اس کا کرتا پکڑ کر اوپر کیا اور نیچے ایک بھی غلط نگا ڈالے بنا وہ یشعرہ کے سینے کو دیکھنے لگا۔ نشیب و فراز کے نازک حصے سے خون بہہ

رہا تھا-خارب نے سختی سے اپنے لب آپس میں پیوست کیے وہ غصے میں بھی کیسے اس کو تکلیف دے سکتا تھا۔۔۔۔

خارب نے اس کی دھڑکنوں پر جھک کر نرمی سے لب رکھے اور اس کے بیلی بٹن پر ہاتھ پھیرا-

**********-

اس نے یشعرہ کو صوفے پر دکھا دیا یشعرہ صوفے پر گری خارب نے جھک کر اس کی ٹانگیں صوفے کے اوپر کی اور خود بھی اس کے اوپر آگیا۔یشعرہ مزید کوئی بکواس کرتی خارب نے اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں دبا کر اس کی سانس روک دی اور اپنا ایک ہاتھ اس کی کمر کے نیچے لے جا کر اسے اوپر کیا اور دوسرے ہاتھ سے اس کی دھڑکنوں کو پکڑ کر مسلا-یشعرہ کے نشیب و فراز پر پہلے ہی زخم تھے خارب کی اس قدر بے رحمی پر وہ تڑپ کر رہ گئی اس نے خارب کے کندھوں پر اپنے ناخن مارتے ہوئے اسے پیچھے کرنے کی کوشش کی مگر وہ پیچھے ہونے کی

بجائے اور سختی سے اس کی دھڑکنوں کو دبانے لگا یشعرہ کا سانس بند ہونے لگا تھا تکلیف کے باعث اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے خارب نے اپنی سرخ ہوتی آنکھیں کھول کر یشعرہ کی آنکھوں میں دیکھا جو اپنی پوری کی پوری آنکھیں کھولے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

تم بہت نازک ہو یشعرہ تمہارا بدن پھول کی طرح ہے کیوں تم مجھ جیسے پہاڑی خان سے الجھ کر بکھرنا چاہتی ہو؟ تمہیں خود پر ترس نہیں آتا؟؟؟ خارب اس کی ٹانگیں اٹھا کر اپنی کمر پر لپیٹتا اس کے چہرے پر جھک کر اپنی گہری سانس یشعرہ کی سانسوں میں چھوڑتا ہوا بولا۔

"پانچ دن ہیں تمہارے پاس۔۔ میری قربت کی شدتیں سہنے کے لیے خود کو تیار کرو پانچ دن بعد میں تم پر بلکل بھی ترس نہیں کھاؤں گا۔۔۔۔۔۔ یہ زخم ٹھیک کرو پانچ دن بعد مجھے تمہارا جسم دودھ کی طرح شفاف چاہیے۔۔۔۔

خارب یشعرہ کے لبوں پر اپنے لب رکھتا ہوا بولا۔ یشعرہ کا درد سے برا حال ہو رہا تھا چہرہ سرخ ہو گیا ہوا تھا رونے کی وجہ سے آنکھیں گلابی ہو گئی تھیں۔

"میں تیار ہوں خارب خان۔۔۔۔آپ کی شدتیں سہنے کے لیے۔۔۔۔یقین جانے اگر آپ کی قربت میں مجھے موت بھی آگئی تو پھر بھی اُف تک نہیں کروں گی۔۔۔۔جائز ہے نا آپ کا میرے قریب آنا مجھ سے اپنا حق لینا۔۔۔۔تو لے لیں اپنا حق میں نہیں روکوں گی بلکہ جہاں تک ہو سکا آپ کا پورا پورا ساتھ دوں گی آپ کو تنہا نہیں چھوڑوں گی آپ کے جسم سے نکلتا سیسہ میں اپنے اندر جذب کر لوں گی آپ کو پورا حق ہے آپ میرے جسم کے ساتھ جیسا چاہے سلوک کر سکتے ہیں۔۔۔۔یشعرہ نے روتے ہوئے خارب کے سر کے پیچھے ہاتھ لے جا کر اسے اپنے اوپر جھکاتے ہوئے اپنا ماتھا اس کے ماتھے سے ٹکا دیا۔اور خارب کی کمر پر اپنی ٹانگیں سختی سے دبائی یشعرہ کی گہرائیاں خارب کے جسم کے ساتھ ٹچ ہوئی تو خارب کے جسم میں عجیب سی ہلچل پیدا ہوئی۔

"لیکن اس سے پہلے آپ کو ایک وعدہ کرنا ہو گا اور میں جانتی ہوں خان مر تو سکتے ہیں لیکن اپنی زبان سے پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔"یشعرہ نے آنکھیں کھول کر خارب کے گالوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔

"کیساوعدہ۔۔؟؟خارب کواس کی حالت پھر سے خراب ہوتی محسوس ہورہی تھی اس لیے وہ غصہ بھلائے نرمی سے اس کی آنکھوں کو باری باری چومتے ہوئے بولا۔اس کے اتنے پیار سے سوال کرنے پر یشعرہ روتے ہوئے مسکرانے لگی اور اس کی مسکراہٹ میں کس قدر تکلیف اور دکھ تھا یہ کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا۔

"وعدہ کریں خارب۔۔۔۔جب آپ اپنی آخری حد تک میرے قریب آ جائے گے اور اپنے وجود سے نکلتا سیپ میری آخری رگوں میں اتار دیں گے تو مجھے اس نام نہاد رشتے سے آزاد کر دیں گے۔۔۔۔"یشعرہ کی بات سن کر خارب کا وجود زلزلوں کی زد میں آگیا جو نگاہیں اسے پیار سے دیکھ رہی تھیں اب ان میں غصے کی سرخی چھاگئی وہ بے یقینی سے یشعرہ کو دیکھے جا رہا تھا۔

"جب ہمارا نکاح ہوا تھا ہم دونوں نہ سمجھ تھے خارب۔۔۔۔ہمارے بڑوں نے بہت جلدی کر دی ہمیں اس رشتے میں باندھنے کی۔۔۔۔میں تو پچھلے اتنے

سالوں میں آپ کو لالا ہی سمجھتی رہی کیونکہ مجھے کسی نے بتایا ہی نہیں آپ کا اور میرا رشتہ کیسا ہے۔۔۔۔وہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔

جب میں اس رشتے کا مطلب سمجھی تو آپ مجھ سے بہت دور چلے گئے تھے خارب۔۔۔۔اور میں آپ سے بہت دور چلی گئی تھی۔۔۔۔میں نے تو جب بھی آپ کے بارے میں سوچا مفرہ اور صنم کی طرح لالا سمجھ کر سوچا۔۔۔۔کیونکہ جنہوں نے ہمیں اس بندھن میں بندھا تھا انہوں نے ہمیں اس بندھن کے متعلق یہ نہیں بتایا کہ یہ تعلق تو دو دلوں کو ہی نہیں دو جسموں کو بھی ایک کرتا ہے دو روحوں کو بھی ایک کرتا ہے یہ تعلق انسان کی زندگی میں سکون کی مانند ہوتا ہے۔۔۔۔آپ نے بھی تو کبھی مجھے نہیں بتایا خارب۔۔۔یہ تو مجھے اس انسان نے بتایا کہ یہ رشتہ انسان کو مکمل کرتا ہے اسے دنیا میں سب سے زیادہ چاہنے والا یہ رشتہ ہوتا ہے اور اس کے بغیر انسان دنیا میں کھو کھلا ہے۔۔۔۔"

" آپ نے ہمیشہ مجھے نظرانداز کیا مجھے دیکھ کر آپ منہ پھیر لیتے تھے۔۔۔۔ میں جانتی ہوں آپ مجھے بلکل بھی پسند نہیں کرتے اور یہ رشتہ بھی آپ صرف ماما اور مورے کی خوشی کے لیے نبھا رہے ہیں۔۔۔ میں آپ کے اوپر بوجھ نہیں بننا چاہتی خارب۔۔۔۔۔ پلیز مجھے اس رشتے سے آزاد کر دیں۔۔۔۔ آپ جتنے دن چاہیں مجھے اپنے ساتھ اپنی قربت میں رکھ سکتے ہیں آپ کا حق ہے مجھ پر لیکن اس کے بعد آپ کو مجھے اس تکلیف سے آزاد کرنا ہو گا خارب۔۔۔۔ میں اُس سے بہت محبت کرتی ہوں۔۔۔۔ میں آپ کو آپ کا پورا حق دوں گی آپ جیسے چاہیں جو چاہیں میرے ساتھ کر سکتے ہیں بس مجھے اس رشتے سے آزادی دے دیں۔۔۔۔۔"

یشعرہ روتے ہوئے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لے کر بے بسی کی انتہا پر پہنچتی ہوئی بولی نجانے کیوں اس کا دل اس انسان کی منت کر رہا تھا کہ وہ اسے جانے دے وہ اسے نہیں کسی اور سے پیار کرتی ہے۔

خارب بنا کوئی جواب دیے اس کا چہرہ دیکھے جا رہا تھا دل میں ایک عجیب سا درد اٹھتا محسوس ہوا تھا۔ وہ اس کی زندگی میں کوئی وقعت نہیں رکھتا تھا اس کے دل میں خارب کے لیے کو جذبات نہیں تھے وہ اسے صرف اپنا لالا سمجھتی تھی۔۔۔۔

خارب کی آنکھ سے ایک موتی نکل کر یشعرہ کے رخسار پر گرا۔وہ اتنے سالوں سے خاموش عشق میں گرفتار تھا۔ اور اب جب یہ خاموش عشق۔۔۔بے قرار عشق بنا تھا تو وہ کتنے آرام سے اسے اپنی زندگی سے جانے کا کہہ رہی تھی یشعرہ خان خارب سے طلاق نہیں خارب خان کی سانسیں مانگ رہی تھی۔۔۔اتنی تکلیف تو اسے غیر مرد کے ساتھ دیکھ کر نہیں ہوئی تھی جتنی اس وقت اسے کے لفظوں نے دی تھی۔۔۔۔

"یشعی۔۔۔۔" خارب نے بے بسی سے اسے پکارا۔ خارب کی آنکھ سے نکلتا آنسو یشعرہ کو ہلا کر رکھ گیا تھا خارب رو رہا تھا۔۔۔ہاں وہ رو رہا تھا یہ بات یشعرہ

کے لیے ناقابل یقین تھی اور پوری زندگی میں پہلی بار خارب خان کی آنکھ سے آنسو نکلتا ہوا دیکھا تھا۔وہ بے یقینی سے اس کے چہرے کو دیکھے جارہی تھی۔

"جان مانگ لو یشعرہ۔۔۔۔۔۔ جدائی مت مانگو۔۔۔۔۔"

خارب نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور سر یشعرہ کے کندھے پر ٹکادیا۔یشعرہ کا وجود بے جان سا ہو گیا خارب کو روتا دیکھ کر نجانے کیوں اس کا دل تڑپ اٹھا تھا۔ وہ صدمے کی کیفیت میں خارب کی آنکھ سے نکلتا آنسو یاد کر کے خود بھی تڑپ رہی تھی۔

خارب نے اس کے کندھے پر پیشانی ٹکائی ہوئی تھی دل دھاڑیں مار مار کر رونے کا کر رہا تھا وہ اتنے سال حسارے میں کاٹ گیا تھا اسے تو ہمیشہ سے یہی لگتا آیا تھا کہ یشعرہ بھی اس سے محبت کرتی ہے لیکن آج یشعرہ کے لبوں سے کسی اور کے لیے اظہار محبت سن کر وہ جیسے مر سا گیا تھا۔

خارب اس کے اوپر سے اٹھا اور اپنی گرم مردانہ شال کندھوں پر ڈالتا اپنی قمیض کی آستین سے آنکھیں صاف کرتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

یشعرہ کا وجود پتھر کا ہو گیا تھا وہ صوفے پر بیٹھ کر چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی یہ قسمت نے کیسا مذاق کر دیا تھا اس کے ساتھ
خارب خان اس کے لیے آنسو بہا کر گیا تھا۔ خارب کا رونا یاد کر کے وہ کتنی دیر تک بیٹھی روتی رہی تھی۔

****

مفرہ تیزی سے سیڑھیاں اترتی کچن میں آئی سامنے فرحت بیگم کو بیٹھا دیکھ کر اس نے جلدی سے انا اللہ پڑھ لیا کیونکہ اب تو وہ اس کی قبر مبارک ضرور بن کر

رہتیں وہ نائیٹی میں ہی دن دھاڑے منہ اٹھا کر کمرے سے باہر آگئی تھی اور سامنے بیٹھی بھی کون تھیں اس حویلی کی ہٹلر مورے۔۔۔۔۔وہ سانس روک گئی۔

آجاؤ آجاؤ ہم تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔۔۔"فرحت بیگم نے اس کو اسی حلیے میں دیکھ کر بہت پیار سے اپنے پاس بلایا۔

مفرہ سانس روکے چہرے پر مشکل سے مسکراہٹ سجاتی آگے بڑھی وہ فرحت بیگم سے دو قدم کے فاصلے پر آکر رکی۔

مرحت بیگم نے جھک کر اپنا جوتا اتارا مفرہ کا دل بند ہو گیا وہ الٹے قدموں واپس بھاگی لیکن فرحت بیگم کا جوتا جہاز کی طرح ہوائی اڑان بھرتا ہوا ہواؤں سے باتیں کرتا سیدھا مفرہ کی کمر پر آکر لگا۔ مفرہ درد سے کراہتی بنار کے کچن سے باہر آئی اور سینے پر ہاتھ رکھے گہرے سانس لینے لگی دل ڈھول کی طرح بج رہا تھا۔

''اللہ بچائے مورے کمر توڑ دی میری۔۔۔۔لگتا ہے بابا جان (مفرہ کے تایا جان ہدایت اللہ خان) بہت عرصے سے حویلی نہیں آئے اور مورے کو رومینس کی گولی نہیں ملی اس لیے ہم پر ظلم ڈھا رہی ہیں'' وہ اپنی کمر سہلاتی ہوئی بڑبرائی

وہ گہرے گہرے سانس لیتی سیڑھیوں کے پاس آئی اور پہلی سیڑھی کے اوپر قدم رکھا۔

سامنے ریلنگ سے نظر آتے انسان کو دیکھ کر مفرہ کی آنکھیں پھیل گئی اس نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا وہ انسان سیڑھیوں کی طرف آ رہا تھا شاید اسے بھی نیچے ہی آنا تھا۔

مفرہ ادھر ادھر دیکھتی بھاگ کر سیڑھیوں کے نیچے بنی جگہ پر چھپ گئی۔دل حلق میں اٹک گیا تھا۔آج کا دن ہی منحوس مارا تھا۔وہ سیڑھیوں کے نیچے ایک کونے میں ہو کر سانس روکے بیٹھ گئی۔

وہ انسان سیڑھیاں اترتا نیچے آیا اور فون کان سے لگائے زنان خانے کے لاؤنج سے باہر چلا گیا۔ مفرہ دل پر ہاتھ رکھتے جلدی سے باہر نکلی اور نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ اوپر کی طرف دوڑ لگا دی۔

کمرے میں آکر اس نے اندر سے دروازہ لاک کیا اور صوفے پر گر کر سر ہاتھوں میں پکڑ کر سانس لینے لگی۔ دل خوف سے تھر تھر کانپ رہا تھا۔

مفرہ خان بھی کسی سے ڈری تھی یہ بے یقینی کی بات تھی ورنہ وہ سب کو ڈرا کر رکھتی تھی۔

****

فرحت بیگم اور رابعہ بیگم ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی سب کا انتظار کر رہی تھیں دو سال بعد خارب خان حویلی واپس آیا تھا فرحت بیگم خاص اپنے بیٹے کے ساتھ ناشتہ کرنا چاہتی تھیں ورنہ اس گھر کی عورتیں تو صرف دو تھیں فرحت بیگم اور رابعہ بیگم۔۔۔۔ باقی سب تو خدا کی کوئی اور ہی مخلوق لگتی تھیں جن میں کوئی بھی گن عورتوں والا نہیں پایا جاتا تھا۔

صنم ڈائننگ ہال میں آئی سامنے رابعہ بیگم اور فرحت بیگم کو دیکھ کر سلام کیا اور اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔اتنا ڈر تو اسے مورے اور چھوٹی مورے کا نہیں تھا جتنا مفرہ خان کا تھا اپنے جھوٹ کی وجہ سے اس کی چھترول ہونی تو پکی تھی اس لیے وہ مفرہ سے بچنے کے لیے دس منٹ میں نیچے آگئی تھی

”اے لڑکی اکیلا ہی آگیا۔۔۔دوسرا کدھر ہے؟؟“

"مورے وہ پھر سے سونے کے لیے لیٹ گئی ہے کہتی ہے اس کی طبیعت خراب ہے وہ نہیں آسکتی۔۔۔"صنم کی بات پر فرحت بیگم نے تیکھے چتونوں سے اسے گھورا

"اسلام و علیکم !"وہ شخص سنجیدہ سپاٹ چہرہ لیے ڈائننگ ہال میں داخل ہوا صنم کی بات سن کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی جسے چھپانے کے لیے وہ اپنا نچلا لب دانتوں تلے دبا گیا

فرحت بیگم نے ایک بھی نظر اس پر نہ ڈالی۔اور صنم کو گھورتی رہیں رابعہ بیگم بھی اسے مکمل نظرانداز کر گئی تھیں۔

"ابھی جاؤ اور اس کو ساتھ لے کر آؤ ورنہ ہم اس بار اوپر آیا تو تم دونوں کو پنکھے سے لٹکا دے گا----"فرحت بیگم کی بات پر صنم ہڑبڑاتی ہوئی واپس بھاگی۔

وہ شخص چلتا ہوا کرسی پر آکر بیٹھا اور سپاٹ چہرہ لیے جگ اٹھا کر گلاس میں جوس ڈالنے لگا۔

وہ جس کرسی پر بیٹھا تھا-اس نے فرحت بیگم اور رابعہ بیگم کو چونکا دیا۔ خارب خان کارب خان کی کرسی پر بیٹھا تھا۔۔۔

کارب خان کے حویلی سے جانے کے بعد آج تک اس کرسی پر کوئی نہیں بیٹھا تھا کیونکہ یہ کرسی اس حویلی کے چھوٹے چراغ کی تھی۔ جس پر کسی کو بھی بیٹھنے کی اجازت نہیں تھی۔

وہ شخص جوس کا گلاس بھر کر لبوں سے لگا گیا۔ فرحت بیگم اور رابعہ بیگم بے یقنی کے عالم میں اس انسان کا چہرہ دیکھنے لگیں-اس شخص کے بائیں ابرو پر ایک کٹ کا نشان تھا۔ گرے آنکھیں، کالی لمبی گھنی پلکیں، ماتھے پر بکھرے بال چھوٹی چھوٹی داڑھی سفید رنگ مغرور کھڑی ناک۔۔۔۔ وہ خو بخو خارب خان جیسا تھا۔

اگر دونوں میں فرق تھا تو صرف اتنا کہ خارب خان کی آنکھوں کا رنگ ہیزل تھا اور کارب خان کی آنکھوں کا رنگ گرے تھا۔اور بچپن میں سیڑھیوں سے گرنے کی وجہ سے کارب خان کے بائیں ابرو پر چوٹ لگی تھی جس کی وجہ سے اس کے ابرو پر ایک خوبصورت چھوٹا سا کٹ کا نشان بن گیا ہوا تھا جو اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کرنے لگا تھا۔

فرحت بیگم بے یقینی کے عالم میں بیٹھی اسے دیکھتی رہ گئیں۔اور رابعہ بیگم ٹرانس کی کیفیت میں اپنی کرسی سے اٹھ کر اس کے پاس آئی وہ خالی گلاس ٹیبل پر رکھ کر مسکراتا ہوا اٹھا اور رابعہ بیگم کی طرف دیکھا۔

اس کے نظریں اٹھا کر دیکھنے پر رابعہ بیگم کے دل کی دنیا ہل گئی۔ گرے آنکھیں......ابرو پر لگا کٹ....ان کا دل بے یقین ہوا انہوں نے ہاتھ بڑھا کر اس کا چہرہ چھوا اور جلدی سے دو قدم پیچھے ہوئیں۔

ان کے اس قدر بے یقین ہونے پر وہ مسکرا کر دو قدم ان کے قریب ہوا۔رابعہ بیگم اسے دیکھتے ہوئے رونے لگیں تھیں اور فرحت بیگم ابھی تک صدمے میں تھیں۔

کارب خان نے رابعہ بیگم کے ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں سے لگائے۔
وہ جلدی سے اپنے ہاتھ چھڑاتی دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ کر رونے لگی۔

رابعہ بیگم اور کو اس طرح سے روتا دیکھ کر کارب خان کا دل تڑپ اٹھا۔اس نے رابعہ بیگم کے ہاتھ پکڑ کر چہرے سے ہٹانے چاہے لیکن رابعہ بیگم نے روتے ہوئے ایک زناٹے دار تھپڑ کارب خان کے گال پر دے مارا۔اور پھر سے چہرے پر ہاتھ رکھ کر زور زور سے رونے لگیں۔

کیسے وہ اتنے سال تک ان کو بھولا بیٹھا تھا-فون پر چاہے وہ لاکھ بار ان کے ساتھ ہونے کا کہتا تھا لیکن تھا تو وہ سات سمندر پار.....

کارب خان تو رابعہ بیگم کی تنہائیوں کا ساتھی تھا وہ تو ان کا ہر دکھ ہر سکھ بانٹتا تھا ان کو روتے ہوئے دیکھ کر پوری حویلی سر پر اٹھا لیتا تھا۔۔۔۔وہ تو بڑا ہو کر ان سے شادی کرنے والا تھا اتنا پیار کرتا تھا وہ اپنی چھوٹی مورے سے پھر کیسے وہ اتنے سال ان کے بغیر گزار آیا تھا۔

اس نے رابعہ بیگم سے یشعرہ کی طرح کی ایک اور پری اپنے لیے مانگی تھی جو صرف اس کی ہو اور خدا کی قدرت۔۔۔۔ بلکل یشعرہ کی طرح کی ایک اور پری اس دنیا میں آئی صرف اور صرف کارب خان کے لیے۔۔۔۔۔

اتنے سال وہ پری بھی اسے یاد نہ آئی۔۔۔۔۔رابعہ بیگم کے تھپڑ مارنے پر فرحت بیگم ہوش کی دنیا میں لوٹیں۔۔۔۔اور کارب خان رابعہ بیگم کے اتنے خطرناک ری ایکشن پر کھل کر مسکرانے لگا-اس حویلی میں صرف رابعہ بیگم ہی تھیں جو

کارب خان کو تھپڑ مارنے کی جرات کر سکتی تھیں ورنہ لحاظ تو وہ اپنے پیدا کرنے والوں کا بھی نہیں کرتا تھا۔

"ایک اور لگاؤ رابعہ۔۔۔ ہماری طرف سے بھی لگاؤ بلکہ ایک کام کرو جوتا پکڑو اور اس کو مار مار کر اس حویلی سے رخصت کرو ہم کو تو اس نے کوئی حق دیا ہی نہیں کہ ہم اس کو کچھ کہہ سکے اس لیے تم اس کو مار مار کر نکالو یہاں سے ہم اس کا شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔

فرحت بیگم نے روتے ہوئے غصے سے کارب خان کو دیکھ کر رابعہ بیگم سے کہا۔ اپنی ماؤں کو اس طرح سے روتا دیکھ کر وہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا اور پھر رابعہ بیگم کو اپنی باہوں کے حلقے میں لیا۔

رابعہ بیگم مسلسل روئے جا رہی تھیں وہ تو مفرہ کی طرف سے ہر وقت پریشان رہتی تھیں کارب خان کے واپس آنے کے کوئی امکانات نہیں تھے اور اب تو

انہوں نے سوچ لیا تھا وہ کوئی اچھا سا لڑکا دیکھ کر مفرہ کی شادی کر کے اسے اس حویلی سے رخصت کر دیں گی اس لیے اسے لاہور جا کر پڑھنے کی اجازت نہیں دے رہی تھیں۔

کارب نے ان کے سر پر لب رکھے اور کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے فرحت بیگم کو دیکھا جو چہرا دوسری طرف کیے رو رہی تھیں

"رابی جان چپ کر جائیں نا۔۔۔۔دیکھیں میں آ تو گیا ہوں" کارب نے بہت پیار سے مسکراتے ہوئے کہا۔اس کے منہ سے رابی جان سن کر رابعہ بیگم اور شدت سے رونے لگیں۔اور اس سے دور ہوتی کرسی پر بیٹھ گئیں۔

"ٹھیک ہے بھئی جوتے سے مار مار کر حویلی سے نکال دیں لیکن اس طرح آپ دونوں روئیں تو نہ۔۔۔" کارب خان پریشان ہوتا رابعہ بیگم کے قدموں میں بیٹھ گیا۔

رابعہ بیگم نے روتے ہوئے اسے دیکھا اور اس کی پیشانی چومی۔۔۔۔۔۔ان کے اس پیار بھرے لمس پر کارب مسکرانے لگا۔

اور پھر اٹھ کر فرحت بیگم کے قدموں میں بیٹھا۔اس نے اپنے دونوں ہاتھ فرحت بیگم کے گھٹنوں پر رکھے۔وہ جو منہ موڑے بیٹھی ہوئی تھیں زور زور سے روتے ہوئے کھڑی ہوئیں کارب بھی اٹھ کر کھڑا ہوا اور فرحت بیگم کو سینے سے لگالیا۔

****

"Introducing the residents of Khanzada Haveli"

یہ حویلی ہے رحمت اللہ خان کی جو آج سے 21سال پہلے اس دار فانی سے رخصت ہو گئے تھے۔ رحمت اللہ خان کے دو بیٹے تھے بڑا بیٹا ہدایت اللہ خان اور چھوٹا بیٹا حامد اللہ خان۔

دونوں بھائی اپنی زندگی کے 25سال USA میں گزار کر آئے تھے ہدایت اللہ خان کی شادی رحمت اللہ خان نے اپنے دوست کی بیٹی فرحت سے کی۔ شادی بہت دھوم دھام سے کی گئی حویلی کے بڑے بیٹے کی شادی تھی۔ شادی کے دوران پردے کا خاص خیال رکھا گیا تھا

شادی کے کچھ دن بعد فرحت کی چھوٹی بہن حویلی آئی۔ حامد اللہ خان زنان خانے میں بیٹھے اپنی مورے (پروین بیگم) سے سر میں تیل سے مالش کروا رہے تھے وہ صوفے سے نیچے بیٹھے ہوئے تھے اور پروین بیگم صوفے کے اوپر بیٹھی ہوئی تھیں۔

زنان خانے میں داخل ہوتی فرحت کی بہن کو صرف پروین بیگم ہی نظر آئیں وہ نقاب اتار کر مسکراتے ہوئے قریب آئی اور مسکرا کر سلام کیا۔

خوبصورت نسوانی آواز سن کر حامد اللہ خان تیزی سے اٹھے۔نیچے سے مرد کو اٹھتا دیکھ کر فرحت کی بہن گھبرا گئی۔ جس طرف سے حامد نے گزر کر جانا تھا وہیں راستہ بلاک کیے وہ کھڑی تھی۔ حامد نظریں جھکا کر اٹھا کچھ قدم آگے بڑھ کر اس کے قریب ہوا اور دھیمی آواز میں بولا۔

"آپ تھوڑا سائیڈ پر ہو جائیں مجھے گزرنا ہے" حامد اللہ خان کی بھاری پرکشش مردانہ آواز پر اس لڑکی کے دل کو کچھ ہوا۔

وہ غور سے حامد اللہ خان کا چہرہ دیکھنے لگی۔ خوبصورت جوان سفید سرخ رنگ کالی گہری آنکھیں لمبی گھنی اوپر کی طرف مڑی ہوئی پلکیں چھوٹی چھوٹی بئیرڈ۔۔۔ کھڑی مغرور تیکھی ناک۔۔۔۔ شاید ہی اس لڑکی نے اتنا خوبصورت اور مکمل مرد پہلے کبھی دیکھا تھا۔

اسے اپنی جگہ پر جما ہوا دیکھ کر حامد نے نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا۔

وہ غیر معمولی حسن رکھنے والی سرخ رنگ کی پٹھانی فراک پہنے بہت سلیقے سے سر پر دوپٹہ اوڑھے حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

دونوں کی نظریں ملیں حامد کے دل کو کچھ ہوا۔۔۔وہ لڑکی جلدی سے اپنی نظریں جھکاتی ایک طرف ہو گئی۔حامد اسے دیکھتا ہوا مسکرا کر زنان خانے کے داخلی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

*_*******************

دن گزرتے گئے اور حامد اللہ خان کے دل میں وہ لڑکی گھر کرتی گئی۔فرحت اس حویلی کے مکینوں کے لیے بہت اچھی ثابت ہوئی تھی اب حامد اللہ خان کے لیے فیصلہ کرنا بہت آسان ہو گیا تھا۔

مزید کچھ دن گزرے فرحت کی بہن پھر سے حویلی آئی تو حامد اللہ خان نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اس کو پروپوز کر دیا اور اس پروپوزل میں یہ پوچھا گیا کہ وہ

ان کے گھر اپنی مورے کو رشتے کے لیے بھیجنا چاہتے ہیں ان کو اس رشتے سے کوئی اعتراض تو نہیں؟ جس پر وہ صاف صاف لفظوں میں کہہ گئی تھی کہ اگر میرے کے بڑوں کو کوئی اعتراض نہ ہوا تو مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔اس کا جواب سن کر حامد کے دل میں اس کے لیے محبت اور شدت اختیار کر گئی۔

کچھ دن بعد حامد اللہ خان نے پروین بیگم سے بات کی۔پروین بیگم نے صاف صاف انکار کر دیا اور کہا فرحت کے ساتھ ان کے دن بہت اچھے گزر رہے ہیں وہ اس کی چھوٹی بہن کو فرحت کی دیورانی بنا کر نہیں لا سکتیں کیونکہ اکثر بہنیں جب دیورانی جیٹھانی بن جاتی ہیں تو اس گھر میں صرف فساد برپا ہوتے ہیں اور وہ اس حویلی کے بیٹوں کو ایک دوسرے کا دشمن نہیں بنا سکتیں

پھر حامد اللہ خان تمام حویلی والوں سے کٹ کر رہ گئے۔نہ کسی سے بات کرتے نہ کسی بات کا جواب دیتے اور صاف صاف لفظوں میں پروین بیگم کو یہ بھی بتا چکے تھے کہ اگر ان کی شادی فرحت بھابھی کی چھوٹی بہن سے نہیں ہو گی تو وہ کبھی شادی نہیں کریں گے۔ان کی اس ضد کے آگے پروین بیگم کو ہار ماننی پڑی اور ایک بار پھر سے حویلی میں شہنائیوں کی آواز گونجی۔

شادی کی رات ان دونوں کی زندگی میں خدانے ایک اور زندگی ڈال دی تھی۔

شادی کی پہلی رات ہی وہ امید سے ہو گئی اور ٹھیک دس مہینے بعد خدانے ان کی گود بھر دی۔ فرحت کی کوئی اولاد نہ تھی اس لیے حامد کی اولاد ہی پوری حویلی کی جان بنی ہوئی تھی۔

وہ دونوں بہنیں ایک دوسرے پر جان چھڑکتی تھیں۔ ان کے پیار اور سلوک کو دیکھ کر پروین بیگم ہر وقت ان کی نظر اتارتی رہتیں۔

حامد اللہ خان کی پہلی اولاد چھ سال کی ہوئی جب خدانے پھر سے ان کو اس خوشی سے نوازا۔۔۔ حامد اللہ خان اپنی بیوی سے بے انتہا عشق کرتے تھے قربت کے لمحات میں وہ بار بار اپنی بیوی کو یہ بتاتے کہ وہ ان کا حاصلِ عشق ہے۔

پھر ایک ایسا طوفان آیا کہ پورے کا پورا شیرزا بکھر گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

فرحت اور ہدایت اللہ خان کے ہاں شادی کے سات سال بعد دو جڑوا بیٹے پیدا ہوئے۔۔۔ خدانے ان کے صبر کا پھل اتنا خوبصورت دیا تھا۔ کہ وہ ہر وقت خدا

کا شکرادا کرتے رہتے۔ لیکن ایک ناسوران کو اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا جو شاید ہی وقت کے ساتھ بھر پاتا۔

ہدایت اللہ خان نے اپنے بیٹوں میں بڑے بیٹے کا نام خارب خان اور چھوٹے بیٹے کا نام کارب خان رکھا

اس دوران حامد اللہ خان اپنی بیوی کو لے کر لاہور شفٹ ہو گئے ہوئے تھے

خارب خان اور کارب خان تین سال کے تھے جب فرحت کے ہاں روبیشا پیدا ہوئی اور لاہور میں حامد اللہ خان کے گھر یشعرہ حامد اللہ خان پیدا ہوئی

پروین بیگم کی طبیعت ناساز رہنے لگی تھی بیٹے کا دکھ

ان کو مار گیا تھا۔ انہوں نے حامد اللہ خان کو فون کر کے نتھیا گلی آنے کے لیے کہا اور ان کے ساتھ کی گئی زیادتی پر ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی۔ پھر کچھ دن بعد ہی وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔۔۔۔۔

ہدایت اللہ خان کے اسرار کرنے پر حامد اللہ خان اپنی بیوی اور بیٹی کو ایک بار پھر سے حویلی والوں کے پاس چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔۔

فرحت بیگم کو یشعرہ پیاری لگنے لگی تھی وہ دن رات پرانی یادوں کو بھلانے کے لیے کچھ نہ کچھ کرتی رہتی تھیں خارب اور کارب سکول جانے لگے تھے-روبیشا کی عادت تھی وہ پورا دن سوئی رہتی تھی اور پوری رات جاگتی تھی۔اس دوران فرحت بیگم اکثر یشعرہ کو اپنے پاس رکھتیں کیونکہ وہ جب بھی تنہائی میں بیٹھتیں انہیں پرانی باتیں یاد آنے لگتی اور فرحت بیگم کا رویہ پھر سے رابعہ بیگم کے ساتھ سرد ہو جاتا

رابعہ ہر وقت روتی رہتی تھی-حامد اللہ خان جب بھی اسے حویلی چھوڑ کر جاتے تھے کتنے کتنے مہینے ایک فون تک نہیں کرتے تھے اس بار بھی انہیں گے ہوئے ایک مہینہ ہو گیا تھا-لیکن اس بار فرحت کا رویہ پہلے سے اچھا تھا اس لیے وہ ایک مہینہ صرف حامد کو یاد کر کے روتی رہتی تھی-

---

خارب اور کارب کو رابعہ اور یشعرہ بہت پسند آئی تھیں خارب سکول سے آنے کے بعد یشعرہ کے ساتھ کھیلتا رہتا تھا لیکن کارب تھوڑا غصے والا چپ چپ رہنے والا صرف مطلب کی بات کرنے والا بچہ تھا

کارب کو رابعہ بیگم سے ایک الگ ہی لگاؤ ہوتا جا رہا تھا وہ رابعہ بیگم سے بات نہیں کرتا تھا لیکن ان کی آنکھوں کا گلابی پن بہت چبھتا تھا۔

رات گہری تھی یشعرہ کو بہت تیز بخار تھا وہ مسلسل روئے جا رہی تھی۔رابعہ اسے پچھلے دو گھنٹوں سے چپ کروا رہی تھیں لیکن یشعرہ چپ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔فرحت اپنے کمرے میں تھی اسے یشعرہ کے رونے کی آواز آ رہی تھی مگر وہ دل پر پتھر رکھے کمرے میں ہی بیٹھی رہی۔

رات کے دو بجے کارب کی آنکھ کھلی خارب گہری نیند میں سویا ہوا تھا۔کارب کو پیاس لگی ہوئی تھی کمرے میں پانی نہیں تھا وہ اٹھا اور کمرے سے نکل کر سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے لاؤنج میں آیا۔

رابعہ کے کمرے سے یشعرہ کے رونے کی آواز آرہی تھی اور ساتھ میں رابعہ بھی شاید رو رہی تھی۔ کارب تیزی سے رابعہ کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

رابعہ یشعرہ کو بانہوں میں اٹھائے کمرے میں چکر لگاتی اسے جھولاتی ہوئی چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی مگر یشعرہ گلا پھاڑ پھاڑ کر رو رہی تھی اور اسے چپ کرواتے کرواتے رابعہ بھی ہلکان ہوتی رو رہی تھی

What’s the matter? Why is she crying?

(کیا ہوا ہے یہ کیوں رو رہی ہے)

کارب نے یشعرہ کو گلا پھاڑ پھاڑ کر روتے دیکھا تو رابعہ بیگم سے پوچھا۔

کارب کے سوال پر رابعہ نے روتے ہوئے اسے دیکھا۔ کوئی تو حویلی میں تھا جو ان کی پریشانی میں ان کے پاس آیا تھا۔

"اس کو بخار ہے اور میرے پاس کوئی میڈیسن بھی نہیں ہے جو میں اسے دے سکوں" رابعہ نے روتے ہوئے مشکل سے اپنی بات مکمل کی۔ کارب کو رابعہ کی حالت پر ترس آگیا تین سال کا بچہ ان کی پریشانی میں پریشان ہو گیا تھا۔

Don't worry, I do something

)آپ فکر نہ کریں میں کچھ کرتا ہوں(

کارب کمرے سے نکل کر ساتھ والے کمرے میں آیا جہاں فرحت سو رہی تھی۔

مورے۔۔۔ مورے اٹھیں یشعرہ کو بخار ہے مجھے اس کے لیے میڈیسن دیں جو آپ ہمیں دیتی ہیں" کارب نے فرحت بیگم کا بازو پکڑ کر ہلایا فرحت جاگ رہی تھی صرف آنکھیں بند کر کے لیٹی ہوئی تھی کارب کو اپنے پاس کھڑا دیکھ کر وہ اٹھ بیٹھی۔

"تم ادھر کیا کر رہا ہے؟ سویا نہیں تم؟"

مورے میں تو سو رہا تھا پانی پینے آیا تھا ادھر یشعی اور رابعہ چچی رو رہی ہیں یشعرہ کو بخار ہے آپ اس کے لیے میڈیسن دو جو ہمیں دیتی ہو۔۔۔" کارب اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ فرحت کے آگے کرتا ہوا معصومیت سے بولا۔

فرحت نہ چاہتے ہوئے بھی اٹھی اور روبیشا کے بخار والے سیرپ لے کر کارب کے ساتھ رابعہ کے کمرے میں آئی

رورو کر یشعرہ کی آواز تک بیٹھ گئی تھی اور رابعہ اسے سینے سے لگائے کمرے میں چکر کاٹتے رو رہی تھی۔انہوں نے کتنی بار حامد کو فون کیا تھا مگر وہ کال نہیں اٹھا رہے تھے وہ جتنا بھی اپنی قسمت پر ماتم کرتی کم تھا۔

رابعہ کتنی بار بیڈ پر بیٹھ کر اسے فیڈ کروانے کی کوشش کر چکی تھی لیکن تھوڑا سا فیڈ کرنے کے بعد وہ گلا پھاڑ پھاڑ کر رونا شروع کر دیتی۔رابعہ خود بھی سولہ سترہ سال کی تھی اور یہ پہلی اولاد تھی۔اس کو بچے سنبھلانے کا علم نہیں تھا

فرحت نے سیرپ ٹیبل پر رکھے اور آگے بڑھ کر رابعہ کے ہاتھوں سے یشعرہ کو تھاما رابعہ نے ایک نظر فرحت کو دیکھا اور یشعرہ کو فرحت کے ہاتھوں میں دے دیا۔

سردی کی وجہ سے یشعرہ کو ٹھنڈ لگ گئی تھی اس لیے اس کے پیٹ میں درد تھا فرحت نے اس کا پیٹ دبایا تو یشعرہ اور زیادہ رونے لگی فرحت نے ٹیبل پر رکھی شیشیوں میں سے ایک شیشی اٹھائی جس میں قطرے تھے۔یشعرہ کو وہ قطرے

پلائے پھر بخار کا سیرپ دیا تھوڑی ہی دیر بعد یشعرہ فرحت کی گود میں سو گئی۔

فرحت نے صوفے سے اٹھ کر اسے نرمی سے بیڈ پر لیٹایا اور کارب کو دیکھا جو ابھی تک ان کے پاس کھڑا تھا۔

موسم سرد ہے اس کو ٹھنڈ لگ گیا ہے زرا احتیاط کرو" فرحت کارب کا ہاتھ پکڑ کر کمرے سے نکل گئی۔

رابعہ نم آنکھوں سے خدا کا شکر ادا کرتی عشاء کی نماز کے لیے کھڑی ہو گئی۔

صبح کارب اٹھا اور سب سے پہلے رابعہ کے کمرے میں آیا یشعرہ سو رہی تھی اور رابعہ فجر کی نماز پڑھ کر روتے ہوئے دعا مانگ رہی تھی کارب چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتا رابعہ کے پاس آکر بیٹھ گیا۔

"آپ کیوں رو رہی ہیں؟"

رابعہ نے روتے ہوئے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرے اور کارب کو دیکھا جو گہرے آنکھوں میں فکر لیے اس کو دیکھ رہا تھا۔

"اللہ تعالیٰ ہمارا دوست ہے نا اس لیے ہم اس کے سامنے رو سکتے ہیں" رابعہ نے بہت پیار سے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر چومے۔اور بھرائی ہوئی آواز میں مسکرا کر کہا۔

"لیکن مجھے بلکل بھی اچھا نہیں لگتا آپ کو روتے ہوئے دیکھ کر آپ نہ رویا کرو" کارب نے اپنا چھوٹا سا ہاتھ رابعہ کے رخسار پر رکھتے ہوئے کہا۔

رابعہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی دل میں ایک ہوک سی اٹھی کاش یہ لفظ اس کے محرم کے ہوتے اگر حامد اسے اس طرح سے کہتا تو وہ پوری زندگی اپنی آنکھ سے آنسو نہ بہنے دیتی لیکن یہ چھوٹا سا معصوم سا بچہ ان کے زخموں کی دوا بننے کی کوشش کر رہا تھا رابعہ کو اور شدت سے رونا آیا۔

"آپ میری دوست بن جائیں ہم مل کر کھیلیں گے اور میں آپ کو بلکل بھی رونے نہیں دوں گا" کارب نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ رابعہ کے آگے کیا جسے رابعہ نے مسکراتے ہوئے تھام لیا۔

"اوکے رابی جان ابھی مجھے سکول کے لیے ریڈی ہونا ہے جب میں سکول سے واپس آؤں گا تو ہم دونوں مل کر کھیلیں گے" کارب رابعہ کے دونوں گال چومتا ہوا اٹھا اور یشعرہ کو دیکھ کر کمرے سے چلا گیا۔

رابعہ حیرانگی سے اسے دیکھتی رہ گئیں بہت سالوں بعد کسی کے منہ سے اپنے لیے رابی سنا تھا وہ نم آنکھوں سے مسکراتی ہوئی اٹھ کر جائے نماز تہہ کرتی صوفے پر رکھ کر یشعرہ کے ساتھ آکر لیٹ گئی۔

پھر دن گزرتے گئے فرحت کا رویہ بدلتا گیا کارب رابعہ کے قریب ہوتا گیا اور خارب یشعرہ کے۔

یشعرہ نے بولنا شروع کیا تو وہ پورے گھر میں حالب اور کالب کے نعرے لگاتی پھرتی تھی رابعہ تو سر پیٹ کر رہ جاتی

فرحت یشعرہ کو گود میں بٹھا کر سمجھاتی کے وہ خارب اور کارب کو لالا کہا کرے لیکن وہ ڈھیٹ اپنی مستی میں مگن کسی کی نہیں سنتی تھی پھر رو بیشا کی طرف سے دیکھ دیکھ کر اس نے بھی خارب اور کارب کو لالا کہنا شروع کر دیا۔

خارب کی دوستی یشعرہ کے ساتھ دن بدن مضبوط ہوتی جا رہی تھی خارب کے سکول سے آنے کے بعد وہ یشعرہ اور روبیشا کے ساتھ پوری حویلی کو سر پر اٹھا رکھتا۔تینوں نے سب کا جینا حرام کر دیا ہوا تھا۔

اور کارب خان خاموش طبیعت کا مالک رابعہ کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرتا رہتا۔وہ تو رابعہ سے بڑے سخت انداز میں کہہ چکا تھا کہ وہ رویا نہ کرے جب وہ بڑا ہو گا تو اپنی رابی جان سے شادی کر لے گا۔ جس پر رابعہ کھل کر ہنستی اور حامی بھرتی کہ وہ کسی سے شادی نہیں کریں گی اور اس کے بڑے ہونے کا انتظار کرے گی۔

ایک دن کارب نے رابعہ کو رابی کہہ کر پکارا جس پر اسے فرحت سے اچھی خاصی ڈانٹ پڑی اور فرحت نے کہا وہ ان کی چھوٹی مورے ہے مگر کارب ڈھیٹ بنا کھڑا رہا اور جب بولا تو فرحت کو دو سو والٹ کا جھٹکا دے گیا۔

"نو مورے رابی جان میری مورے نہیں ہیں میری مورے صرف آپ ہیں رابی جان میری فرینڈ ہیں اور میں بڑا ہو کر ان سے شادی کر لوں گا پھر رابی جان کبھی نہیں روئیں گئی۔" کارب انگلی اٹھا کر غصے سے کہتا اپنے کمرے میں چلا گیا اور فرحت شاک کے عالم میں دیکھتی رہ گئی۔

رابعہ شرمندگی سے سر جھکا گئی۔فرحت نے اس کی طرف دیکھا اور مسکرانے لگی
۔

''اوہو رابعہ وہ تو بچہ ہے تم کیوں خوامخواپریشان ہوتا ہے؟''فرحت نے اس کی خفت مٹانے کے لیے کہا۔رابعہ نے فرحت کو دیکھا اور پھر سے سر جھکا لیا۔

****

یشعرہ اور روبیشا نو سال کی ہو گی تھی خارب اور کارب گیارہ سال کے تھے۔
حامداللہ خان نے یشعرہ کا نکاح کرنے کے لیے رابعہ سے بات کی کہ ان کی جان پہچان کے لوگ ہیں اور یشعرہ بالغ ہو گئ ہے اس لیے وہ اپنی زندگی میں ہی یشعرہ کو اس کے گھر کا کر دینا چاہتے ہیں۔
یہ سن کر رابعہ ہتھے سے اکھڑ گئی وہ کبھی کسی معاملے میں نہیں بولتی تھی لیکن آج بات اس کی بیٹی کی تھی وہ کیسے چپ رہتی۔
پھر اس معاملے پر پہلی بار رابعہ اور حامد کے درمیان جھگڑا ہوا۔حامد غصے سے پھر لاہور چلا گیا اور رابعہ پورا پورا دن کمرے میں بند روتی رہتی۔

فرحت حیران تھی کیونکہ اتنے سالوں میں پہلی بار حامد کو رابعہ پر غصہ کرتے دیکھا تھا لیکن وجہ کیا تھی وہ نہیں جانتی تھی۔

حامد کچھ دن بعد واپس آیا اور تمام حویلی والوں کو بتادیا کہ پرسوں یشعرہ کا ان کے دوست کے بیٹے کے ساتھ نکاح ہے اور وہ انیس سال کا ہے جس پر فرحت تپ اٹھی اور ہدایت اللہ خان کو اسلام آباد فون کر کے حویلی آنے کا کہا تھا۔

ہدایت اللہ خان حویلی آئے اور ساری بات سن کر حامد اللہ خان کو اچھی خاصی سنائی اور آخر میں صاف صاف کہہ دیا کہ اول تو یشعرہ کا نکاح نہیں ہوگا اور اگر ہوا تو صرف اور صرف خارب سے ہوگا ورنہ وہ سمجھ لیں گے ماں باپ کے ساتھ ان کا بھائی بھی مر گیا تھا۔

تمام مہمانوں کو نکاح کی دعوت دے دی گئی تھی اس لیے حامد اللہ خان نے اپنے دوست سے معذرت کی اور یشعرہ کا نکاح خارب سے کر دیا۔

یشعرہ پرنسز فراک پہنے سر پر چھوٹا سا سرخ رنگ کا خوبصورت دوپٹہ اوڑھے بیٹھی ہوئی تھی اور ساتھ میں خارب سفید شلوار قمیض پہنے آنکھوں میں چمک لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

مولوی صاحب کے پوچھنے پر یشعرہ نے جلدی سے قبول ہے کہا تھا۔اس کی پھرتی دیکھ کر سب ہنس پڑے رابعہ پرسوں تک بہت پریشان تھی لیکن اب مطمئین تھی نکاح کے بعد سب کو کھانا کھلایا گیا اور دھیرے دھیرے مہمان رخصت ہو گئے۔

نکاح پر جس طرح کا پروٹوکول خارب اور یشعرہ کو دیا گیا تھا یہ دیکھ کر روبیشا اور کارب نے بھی رونا مچا دیا تھا کہ ان کو بھی نکاح کرنا ہے۔

روبیشا تو آخر کار منتوں سماجتوں سے مان گئی تھی مگر کارب نے پوری حویلی سر پر اٹھالی تھی کہ اسے بھی یشعرہ کی طرح کی ایک پری لا کر دیں اسے بھی نکاح کرنا ہے

پھر رابعہ نے اسے کہا کہ وہ پوری کوشش کریں گی کہ ایک اور پری لے کر آؤں لیکن اس کے لیے کارب کو انتظار کرنا پڑے گا جس پر کارب نیم رضامند ہو گیا۔

اور ڈیڑھ سال انتظار کے بعد اس دنیا میں ایک اور پری نے آنکھ کھولی۔ کارب پاگلوں کی طرح سب کو بتاتا کہ یہ پری صرف میری ہے اور میرے دنیا میں آئی ہے۔ وہ کتنے دن سکول سے چھٹیاں کر کے رابعہ اور مفرہ کے پاس ان کے کمرے میں رہا۔ پھر دن میں وہ سکول جاتا اور واپس آنے کے بعد وہ پوری حویلی میں مفرہ کو اٹھا کر گھومتا رہتا۔

مفرہ ایک سال کی تھی جب فرحت کے ہاں صنم پیدا ہوئی۔ صنم سب سے چھوٹی تھی اس لیے سب کی ہی لاڈلی تھی۔

نکاح کے بعد بھی یشعرہ خارب کو لالا ہی کہتی تھی فرحت اسے لاکھ بار سمجھا چکی تھی کہ اب وہ اس کا لالا نہیں ہے لیکن یشعرہ کو سمجھانے سے اچھا تھا وہ اپنا سر کسی دیوار میں مار لیتی۔

یشعرہ کی زبان پر لالا پک چکا تھا اور اب اسے خارب کا نام لیتے ہوئے جھجھک پیدا ہوتی تھی۔

وقت کا کام تھا گزرنا وقت گزرتا گیا پرانے زخم بھرتے گئے خارب اور کارب سٹڈی کے لیے لندن چلے گئے اور کتنے سال وہاں گزار کر خارب خان تو واپس آ گیا لیکن کارب خان وہیں کا ہو کر رہ گیا تھا۔

خارب پاکستان آیا تو اسے چھوٹی سی دو یونیوں والی یشعرہ نہیں بلکہ سانسیں روک دینے والی یشعرہ ملی۔

مفرہ اور صنم نے اپنے ہوش میں پہلی بار کسی مرد کو حویلی میں دیکھا تھا پہلے تو وہ کتنے دن جھجھک جھجھک کر بات کرتیں پھر آہستہ آہستہ ان دونوں نے اپنا آپ دکھانا شروع کر دیا۔ وہ ہر وقت خارب کا سر کھاتی رہتیں اور خارب مسکرا کر ان دونوں کی اوٹ پٹانگ باتیں سنتا رہتا۔

روبیشا لاہور ہوتی تھی اور خارب کا سن کر وہ بھی نتھیا گلی آ گئی تھی۔اس گھر کی تمام لڑکیوں میں صرف روبیشا ہی ایک میچور سمجھ دار لڑکی تھی۔باقی سب تو اللہ کی عجیب سی مخلوق تھیں۔

خارب سب سے بات کرتا سب کے پاس بیٹھتا لیکن جب یشعرہ اس سے بات کرتی تو چپ کر جاتا یا اپنی بات کا رخ بدل کر یشعرہ کو نظر انداز کر دیتا

یشعرہ کو خارب کا نظر انداز کرنا بہت تکلیف دیتا تھا۔ وہ خارب کے رویے سے کتنی بار کمرے میں جا کر رو چکی تھی۔ اسے تو یہ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ خارب کو ہوا کیا ہے

یشعرہ جب بھی اس سے بات کرتی وہ جواب دینے کی بجائے نظر انداز کر دیتا۔

ایک دن روبیشا اور خارب ٹیرس پر بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے خارب اسے لندن میں گزرے سالوں کے بارے میں بتا رہا تھا۔ اور روبیشا اسے اپنے بارے میں بتا رہی تھی۔ پچھلے دو گھنٹوں سے وہ دونوں خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ یشعرہ کتنی بار ٹیرس کے دروازے تک آ کر واپس گئی تھی وہ جانتی تھی وہ جیسے ہی ٹیرس پر جائے گی خارب اٹھ کر چلا جائے گا۔

آخر دو گھنٹے گزرنے کے بعد وہ پھر آئی اور دروازہ کھول کر ٹیرس پر آئی خارب اور روبیشا کسی بات پر ہنس رہے تھے۔